نجم الاسلام:

بیاضِ مقیم

سندھ یونیورسٹی نے ۱۹۷۳ء میں عربی کے شہرۂ آفاق فاضل مولانا عبدالعزیز میمنی (متوفی ۱۹۷۸ء کراچی) سے ان کا ذخیرۂ کتب خریدا تھا۔ اس وقت سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر فاضل گرامی ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ تھے جو مولانا میمنی کے تلمیذ رشید ہیں۔ وہ ان کتابوں کی قدر و قیمت سے بخوبی واقف تھے۔ اس ذخیرے کی بہت سی مطبوعات پر مولانا میمنی کے حواشی ہیں جن کو یکجا کیا جائے تو ایک وقیع علمی مواد سامنے آسکتا ہے۔ یہ ذخیرہ نو دس الماریوں کے بقدر ہے اور اپنی جداگانہ حیثیت میں یونیورسٹی کے مرکزی کتاب خانے میں محفوظ ہے۔ ممتاز حسن مرحوم (م ۱۹۷۴ء) نے اس ذخیرے کے لیے تین لاکھ کی پیش کش کی تھی۔ ۱۹۷۳ء کے آواخر میں ڈاکٹر بلوچ کی ترغیب پر مولانا میمنی نے ڈیڑھ لاکھ میں اسے سندھ یونیورسٹی کے حوالے کردیا کہ اس کے استعمال ہونے کا یونیورسٹی میں امکان زیادہ تھا۔

اس ذخیرے میں مفید مطبوعات کی ایک کثیر تعداد کے علاوہ ۱۴ مخطوطات بھی موجود ہیں، جن کی طرف، شرقی سیکشن کے انچارج محبی محمد شفیع بروھی صاحب نے مجھے توجہ دلائی اور مطالعے کی سہولتیں مہیا فرمائیں۔ اِن مخطوطات میں سے کئی خود مولانا میمنی کے اپنے قلم سے کتابت کیے ہوئے ہیں۔[۱]

۱۔ ان ۱۴ مخطوطات کی اجمالی فہرست مضمون کے آخر میں بطور ضمیمہ پیش کی جاتی ہے۔

ان میں ایک قدیم اور ضخیم فارسی بیاض (نمبر داخلہ ۱۱۳۵۲۸) بھی ہے، جس کے مختصات یہ ھیں :

(i) اس میں بکثرت ایسے ایرانی الاصل شعراء کا کلام ہے جو تلاش معاش میں برصغیر پہنچے ۔ اور جو کچھہ نامساعدِ حالات ایسے لوگوں کو، جن میں صاحبانِ سیف بھی شامل ھیں پیش آیا کرتے تھے، ان کا حال بھی ہے۔

(ii) ضمناً اس میں کچھہ ایسا مواد بھی ہے جو دکن اور پنجاب کی معاشرتی تاریخ سے تعلق رکھتا ہے۔

(iii) بعض نادر فارسی رسائل منقول ھیں اور نادر کلام بھی۔

(iv) قدماء کا کچھہ نادر اردو کلام بھی ہے جو ریختہ، ولایتی اردو، اور غزلوں پر مشتمل ہے۔

(v) بیاض کا جامع اول میرزا محمد مقیم اسی زمانے اور مقام سے تعلق رکھتا ہے جو چندربدن و مہیار کے سلسلے میں آنے والی بحثوں میں کثی ھم نام "مقیموں" کا زمانہ اور مقام ہے۔

(vi) بکثرت مادہ ھائے تاریخی اس میں درج ھیں اور بعض قطعاتِ تاریخ بھی۔ اس بنا پر، اِس ضخیم بیاض کے تفصیلی تعارف کا جواز بنتا ہے۔ چنانچہ ذیل میں اس کے مشمولات کا ایک جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۲)

اس بیاض کی تسوید کئی ھاتھوں سے ھوئی ہے :

۱- قدیم ترین مورخ تحریریں ایک ایرانی الاصل میرزا محمد مقیم کے قلم کی ھیں جو اس بیاض کا جامع اول ہے۔ یہ متن میں ھیں اور ۱۰۳۵ھ کے لگ بھگ کی ھیں۔

۲ - اسی زمانے میں (اور شاید بعد کے زمانے میں بھی) یہ بیاض میرزا محمد مقیم کی اجازت سے کسی متوسل کاتب کے تصرف میں رہی ہے، جو اس کا جامع دوم ہے۔

۳ - پھر اس پر اضافے، جو بیشتر حاشیے میں ہیں ایک اور ایرانی الاصل خواجہ محمد ماجد کے قلم سے ہیں اور کچھ اضافے اوراق کے متن میں اس کے بیٹے خواجہ محمد نعیم کے قلم سے ہیں۔ یہ ۱۱۳۰ھ کے قریب کے ہیں۔

۴ - آخر میں یہ بیاض پنجاب کے ایک صاحب دیوان فارسی شاعر دلشاد پسروری کے زیر تصرف رہی ہے، جس کا دیوان ۱۹۷۰ء میں لاہور سے طبع ہوچکا ہے۔ اس نے اپنے قلم سے اپنا کچھ کلام اور ایک مثنوی "دیر تماشا" درج کی ہے جسے منظوم سیر پنجاب کہنا چاہیے۔

بیاض میں کوئی اندراج ایسا نہیں ہے جس میں اسے کسی ایک فرد کے نام سے موسوم کیا گیا ہو۔ یہاں، بر بنائے قدامت اسے میرزا محمد مقیم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جو اس کا جامع اول ہے۔

(۳)

یہ نادر بیاض مولانا عبدالعزیز میمنی نے لاہور میں ۱۹۲۳ء میں خریدی تھی۔ ایک دو برس ان کے پاس رہی۔ پھر ان کے ایک شاگرد نے سرقہ کرلی اور ان کے ہاتھ سے جاتی رہی، تاآنکہ ایک دوست کی مدد سے ۱۵، اکتوبر ۱۹۵۸ء کو پھر مل گئی۔ اس سرقے اور بازیافت کا حال مولانا میمنی نے بیاض کے شروع کے خالی ورق (Fly-leaf) پر، اپنے قلم سے، لاہور میں نادر کتابوں کے تاجر مولوی شمس الدین(متوفی)کی دکان میں بیٹھ کر تحریر کیا ہے۔ مولوی شمس الدین مرحوم کی دکان انٰ کے حینِ حیات علماء و

فضلاء کا مرجع رہی ہے۔ مولانا میمنی کے اس دستخطی نوٹ کو ذیل میں من و عن درج کیا جاتا ہے:

"این بیاض یا مجموعۂ نایاب قرن دوازدهم کہ تقریباً درسال ۱۹۲۳ مسیحی در بلدۂ لاہور خریدہ بودم ویک دو سال نزد من بماند بازیکے از شاگردان سرقہ نمودہ بود تا آنکہ دوست مخلصم (شیخ محمد دین ایم اے ریٹائرڈ انسپکٹر ریلوے ایکوٴنٹس ڈپارٹمنٹ) ازاں دزد بے توفیق بلطائف الحیل و زجر و تہدید باز استحصال نمودہ تا آنکہ امروز در ۱۵ اکتوبر سنہ ۵۸ م باز بہ عاجز اہداٴ نمودہ و گردن بندہ ببار منت بیکراں خم کردہ جزاهُ الله خیرالجزاٴ رقم نمودہٴ عاجز عبدالعزیز المیمنی بہادرآباد کراچی-۵ در بلدۂ لاہور بدکان مولوی شمس الدین تاجر زیر مسجد منارہ چوک انارکلی مسلم مسجد ۱۵ اکتوبر سنہ ۵۸ م۔"

بعد کے دو اضافی اوراق پر مولانا میمنی ھی کی تیار کردہ اور انھی کے قلم سے بیاض کے مشمولات کی ایک فہرست "۶۵ رسالہ" کے عنوان سے درج ہے۔ اس میں حوالے اوراق کے بجائے صفحات کے نمبروں کے دیے گئے ھیں۔ تبرکاً اسے بھی ذیل میں من و عن درج کیا جاتا ہے۔ تاھم یہ تمام مشمولات کا احاطہ نہیں کرتی۔

فہرست مشمولات:

"۶۵ رسالہ"

ص ۲- من کلام آقا حسین خوانساری
۸- میرزا عبدالرحیم الفت
۹- الهامیه مولانا طغرا
۲۳- تعداد النوادر (من کلام ملا طغرای مشهدی)
۱۷- سلمان ساوجی
۲۶- نامۂ شاهجهان بنام شاه صفی
۳۲- شاه عباس بدولت خان حاکم قندهار
۳۵- امیر خسرو صنعت حروف منفصله
۴۰- میرزا نصیر
۴۲- رموز العشق شاهی علی نقی وحشت آبادی
۴۳- میرزا لطیف خان رعنا
۵۳- اوحدی در مذمت زنان، محمد طاهر نصرآبادی
۵۴- در شفقت بزیر دستان
۵۷- هشت بهشت
۶۵- من نزهة الارواح - ساقی نامه ظهوری
۷۰- رقعهٔ میر علی شهر
۷۷- ساقی
۷۹- میرعلی تقی از کاشان بفرزند خود
۱۱۴- شعر فخر رازی
۱۲۰- رباعیات ابوسعید ابوالخیر
۱۵۴- عبرت نامه زبردست خان
۱۶۷- از اکبر به عبدالله خان
۱۷۵- مکالمه جواب از قرآن
م ۱۹۹- اختلاج نامه

۲۱۳- شعر جامع بیاض

۲۱۵- معائب

۲۲۷- از عجائب المخلوقات

۲۳۵- در احکام النجوم

۲۴۷- وزراء سلاطین

۲۵۹- فی وصف کشمیر

م ۲۷۳- مثنوی ذکر خر

م ۳۱۰- من کلام علی

۳۲۶- قحطیہ محمد قلی سلیم

۳۳۳- حیوان

۳۴۵- تحفتہ الوزراء

۳۹۲- اهلی شیرازی ، اشعار گنجفہ

۳۹۹- غزلیات طرزی افشار

۴۰۶- تاریخ فوت عالمگیر و شاه عالم

۴۰۸- فتوای عشق

۴۱۶- غزلیاتِ ملا حسن علی ، هزلیات حکیما - ۵۰۱

۴۱۹- عبید زاکانی

۴۲۳- وقائع نعمت خان عالی

۴۵۸- عبداللطیف خان موسوی

۴۷۱- ملا ظهیر تفرشی ۴۹۳

۴۷۴- محاکمہ منیر درمیان قدسی و شیدا

م ۴۷۸- رسالہ کتخدائی حسن و عشق نعمت‌خان عالی

۴۸۵- رسالہ کمان داری

۵۰۴- دانشمند خان عالی
۵۱۵- دیباچہ معراج خیال
۵۱۷- وصف شہر ها ، ۵۳۷
۵۲۹- جہان آشوب یکتا
۵۴۷- فرسنامہ تا ۵۸۷
۵۵۵- حکماء یونان
۵۹۲- از لاهور بکابل در مهملہ
۵۹۲- رد العجز علی الصدر در لف و نشر
۶۰۵- در یتیم نشاط
۶۳۲- مفرح القلوب نعمت خان
۶۴۱- جواهر نامہ
۶۶۶- انیس العشاق سراپا
۷۲۸- صحت و مرض ، فضولی
۷۴۶- دیباچہ منشات بیدل
۷۶۷- لطائف الظرافت فخرالدین علی بن حسین واعظ
۷۸۴- مثنوی دیر تماشا
۷۹۰- در تجنیس ابوالفتح بستی
۷۹۲- مثنوی بہاء الدین عاملی
۸۲۲- نظم هندی
۸۳۳- مثنوی محمد قلی سلیم

مولانا میمنی کے ان اندراجات کے بعد اب بیاض کے اوراق سے متعلق بعض ضروری کوائف پیش کیے جاتے ہیں۔ بحالت موجودہ، یہ مجلد بیاض چار سو اٹھائیس اوراق پر مشتمل ہے۔ قدیم العہد اوراق

نمبروں کے علاوہ (جن میں کہیں کہیں تسلسل نہیں)، رنگین پینسل سے صفحہ شماری غالباً مولانا میمنی کی ملکیت کے زمانے میں کی گئی ہے، صفحہ ۱ تا صفحہ ۸۵۶۔ مولانا میمنی کی مذکورہ بالا فہرست کی طرح، اس مضمون میں بھی اِنہی صفحات نمبروں کے حوالے دیے جائیں گے، کیونکہ ان میں تسلسل ہے جبکہ کاتبِ بیاض کے درج کردہ ورق نمبروں میں کہیں کہیں تسلسل نہیں ہے، جس سے ظاہر ہے کہ اصل بیاض کے متعدد اوراق کم ہیں۔ قارئین کی سہولت کے لیے قدیم ورق نمبروں کی سطابقتیں جدید صفحہ نمبروں کے ساتھ میں درج کی جاتی ہیں:

ورق نمبر (قدیم)	صفحہ نمبر (جدید)	کیفیت
۱ تا ۱۹۰	۱ تا ۳۸۰	کاغذ خاکستری ہے۔ اوراق تسلسل کے ساتھ موجود ہیں۔
۱۹۸	۳۸۱، ۳۸۲	سات اوراق ۱۹۱ تا ۱۹۷ ندارد۔
۲۱۵ تا ۲۲۴	۳۸۳ تا ۴۰۲	سولہ اوراق ۱۹۹ تا ۲۱۴ ندارد۔
۲۲۹، ۲۳۰	۴۰۳ تا ۴۰۶	چار اوراق ۲۲۵ تا ۲۲۸ ندارد۔
۲۳۳ تا ۲۶۴	۴۰۷ تا ۴۷۰	دو اوراق ۲۳۱ تا ۲۳۲ ندارد۔
۲۷۲ تا ۳۰۹	۴۷۱ تا ۵۴۴	سات اوراق ۲۶۵ تا ۲۷۱ ندارد۔
۳۱۱، ۳۱۲	۵۴۵ تا ۵۴۸	ایک ورق ۳۱۰ ندارد۔
۳۱۴ تا ۳۴۶	۵۴۹ تا ۶۱۴	ایک ورق ۳۱۳ ندارد۔
۳۴۷ تا ۳۵۴	۶۱۵ تا ۶۳۰	—
۳۶۶ تا ۴۲۵	۶۳۱ تا ۷۵۰	یہاں سے دوسرے قسم کا قدرے سفید کاغذ ہے جس کے اوراق پر گلابی ابری کے چوڑے حاشیے

		ہیں۔ ورق ۳۶۶ پر یہ نوٹ درج ہے "دراصل ۳۵۵" یعنی ورق ۳۵۴ اور ورق ۳۶۶ کے مابین اوراق گم نہیں ہیں۔ بلکہ نمبر شمار ۳۵۵ کی جگہ ۳۶۶ درج ہوگیا ہے۔
۴۹۶	۷۵۱، ۷۵۲	یہاں سے کاغذ پھر خاکستری ہے۔ اوراق ۴۲۶ تا ۴۹۵ ندارد ہیں۔ باقی ماندہ اوراق پر کوئی قدیم ورق نمبر درج نہیں۔
(غیر مندرج)	۷۵۳ تا ۸۵۶	

اس لیے تعارفی تفصیلات کے لیے ورق نمبر کا حوالہ درج کرنے کے بجائے جدید صفحہ نمبروں کا حوالہ درج کرنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

بیاض سے متعلق چند مزید توضیحات یہ ہیں: (۱) ص ۱۰۵ سے بیاض کا متن زیادہ روشن اور جلی ہے۔ (۲) ص ۳۳۳ سے ۴۵۴ تک کاغذ خاکستری ہے اور حاشیہ متن سے مربوط چلتا ہے۔

(۴)

بیاض کا جامع اول:

اس قدیم اور ضخیم بیاض کی شروعات گیارھویں صدی ھجری میں میرزا محمد مقیم کے ہاتھوں ہوئی، جس کے والد متخلص بہ جمی سے، قطب شاہی (بعد ازاں بیجاپوری، جہانگیری، شاھجہانی) امیر، میر محمد امین میر جملہ شہرستانی (متوفی ۱۰۴۷ھ) عقیدت مندی کا تعلق رکھتا تھا، گوکہ بعد کو اضافے اور ہاتھوں سے بھی ہوئے۔

وہ اپنا نام بیاض میں اس طرح ظاہر کرتا ہے:

۱- "العبدالجانی محمد مقیم مہرانی (کذا)" (ص ۲۷۱)-

۲- "نمقہ الفقیر الجانی ابن جمی محمد مقیم مہرانی" (ص۲۷۸)-

آخر کے نسبتی نام کا حرفِ اول غیر واضح ہے، کئی طور پر پڑھنے میں آتا ہے- لیکن یہ جو بھی ہو، اِسے ہمدان کے توابع میں سے ہونا چاہیے؛ کیونکہ ایک، دوسرے معلوم شاعر کے تخلص کے ساتھ بھی یہی نسبتی نام بیاض میں اسی طور پر کتابت میں آیا ہے، مثلاً "میر النہی مہرانی" (ص ۳۲۰) جسے تذکروں میں ہمدانی لکھا گیا ہے، کیوں کہ وہ سادات اسدآباد سے ہے جو ہمدان کے توابع میں سے ہے-۱ اسی صفحے ۳۱۹ پر "مولانا جمی مہرانی" "ملاّ امانی مہرانی"، "مولانا محمد زمان مہرانی" بھی کتابت میں آتا ہے-

وہ اپنے والد کا نام و کلام ص ۳۲۱ پر اس طرح لاتا ہے:

"ھذا قول والدی مولانا جمی مہرانی اعلی اللہ مقامہ فی الجنہ"-

چناں ز بیم فراق تو ریگ ناحیہ ایم   کہ خون ما نکند سرخ تیغ قاتل ما

غم والم چو سفر کردگان ہم‌صحبت   نشان دہند بہم طرح و وضع منزل ما

۱- بیاض میں میر النہی کا یہ شعر درج ہے-

زمانہ بس کہ مرا خاکسار مردم کرد   باآب دیدۂ من میتوان تیمم کرد

یہی شعر میر النہی کے تحت سرو آزاد (ص ۸۵) میں بھی آتا ہے اور صراحت موجود ہے کہ یہ شاعر سادات اسدآباد سے ہے جو ہمدان کے توابع میں سے ہے- ہندوستان پہنچ کر ملا زمانِ شاہجہانی میں شامل ہوا- ۱۰۶۳ھ میں وفات پائی- بعض دوسرے تذکروں میں بھی اس کا حال درج ہے- شام غریباں، مقالات‌الشعراء، آتش‌کدۂ آذر نتائج‌الافکار، کلمات‌الشعراء، ہمیشہ بہار-

منہ رحمہ اللہ

بر ہر عضوم تازہ زخمست ز غم   وا نگاہ نہ رحمی کہ پذیرد مرہم
اینک چشم بامژہ چون پارا   زخمست کہ بخیہاش بگسستہ ز ہم"

(ص ۳۲۱)

میر محمد امین میر جملہ شہرستانی (م ۱۰۴۷ھ) سے اپنے تعلق کو اس طرح عنوان اور کلام دے کر ظاہر کرتا ہے:

"نواب مستطاب میر جملہ مدظلہ العالی"

خمیر اولیا راچون سرشتند   خطِ آزادیٔ ایشان نوشتند
چوبکشودند آن خط بس متین بود   خطِ خاصِ امیر المومنین بود

"ایضاً لہ دام اقبالہ فی تعریف العشق"

ہر چہ گویم عشق ازان برتر بود   عشق امیر المومنین حیدر بود

"منہ فی الغزل"

افتادگیٔ بطا لعم ہست   در پای جمی چرا نیفتم

"لہ"

سرشکم از دل سختش نشست حرف جفا   ز آب شستہ بگردد خطے کہ برسنگست

اِس میر جملہ کا تیسرا شعر "ہر چہ گویم عشق ازان برتر بود ..." شامِ غریبان مولفہ لچھمی نرائن شفیق میں میر محمد امین میر جملہ شہرستانی متخلص بہ روح الامین کے تحت آتا ہے، جس سے متعین ہوجاتا ہے کہ مقیم کی مراد کس میر جملہ سے ہے۔ میر محمد امین میر جملہ کے حالات تذکرۂ مذکورہ کے علاوہ بہ تفصیل ماثر الامراء میں بھی درج ہیں۔ ماحصل یہ ہے کہ اول وہ ایک نامور قطب شاہی امیر رہا ہے۔ میر محمد امین سادات شہرستان سے تھا جو اصفہان کے عمال میں سے ہے۔ ۱۰۱۳ھ میں ایران سے دکن آیا۔ محمد قلی قطب شاہ والیٔ حیدرآباد کی سرکار میں محمد مومن استرآبادی کی

وساطت سے رسائی حاصل کی ۔ دربار میں پیشوائی اور وکالت کا منصب پایا بہت سال قطب شاہی سلطنت کا مختارکار رہا اور میر جملہ خطاب پایا۔ مگر محمد قلی قطب شاہ کے انتقال (۱۰۲۰ھ) کے بعد اس کے بھتیجے اور جانشین سلطان محمد قطب شاہ سے اِس میر جملہ کی نہ نبھ سکی۔ وہ گول کنڈہ سے بیجاپور آگیا - یہاں عادل سے بھی موافقت نہ ہوسکی۔ مجبوراً ایران پہنچ کر کسی اعلیٰ منصب کا طلب گار ہوا اور چار سال گذارے ۔ شاہ عباس صفوی کی نظر اس کے اندوختے پر تھی۔ اس لیے آخر اصفہان سے فرار ہوکر ۱۰۲۷ھ میں پھر ہندوستان آیا۔ جہانگیر بادشاہ کے دربار میں رسائی حاصل کی اور میر سامان کے منصب تک پہنچا ۔ شاہجہاں کے عہد میں میر بخشی کے منصب تک ترقی پائی ۔ ۱۰۴۷ھ میں وفات پائی - ابو طالب کلیم نے اس کی مدح میں قصیدہ گوئی کی ہے ۔ شعر مذکورہ بالا کے علاوہ ، اس کے یہ دو شعر بھی شام غریباں میں ملتے ھیں :

جہاں ز روح فزائ نمی شود خالی
بجا ست شیشہ و ساغر اگر مسیحا رفت

نشان موی میانش کنون توانم یافت
کہ خضر رہ شدہ دستے کہ بر کمر دارد

اس کا بڑا بھائی میر جلال‌الدین حسین المتخلص بہ صلائی نہایت فاضل شخص اور شاہ عباس صفوی کا منظور نظر تھا ۔ صاحب مآثرالامراء صراحت کرتا ھے کہ میر محمد امین امامیہ مذھب میں بہت متعصب تھا جس کی طرف شاھجہان بادشاہ نے یہ کہکر اشارہ کیا کہ میر واقعی اصفہانی ھے ۔ مولانا جمی (صاحب بیاض میرزا محمد مقیم کے والد) سے اپنی عقیدت وہ اس شعر میں ظاہر کرتا ھے :

افتادگیٔ بطالم هست   در پاے جمی چرا نیفتم

بہر کیف، یہ ہمارا قیاس ہے اور اس سلسلے میں کوئی خارجی شہادت ہم دست نہیں۔ جمی کے حرف اول کی قرأت بھی مشکوک ہے اور یہ خمی یا حمی بھی ہوسکتا ہے۔ میرزا مقیم اپنے والد کا ذکر دو مقام پر کرتا ہے:

۱۔ صفحہ ۲۷۸ پر وہ اپنے نام کے ساتھ یوں درج کرتا ہے: "ابن حمی محمد مقیم مہرانی (؟)"۔

۲۔ صفحہ ۳۲۱ پر وہ یوں لکھتا ہے: "والدی مولانا حمی مہرانی (؟) اعلی اللہ مقامہ فی الجنۃ"۔ اور یہ کلام بھی درج کرتا ہے:

"چناں ز بیم فراق تو ریگ ماحیہ ایم
کہ خون ما نکند سرخ تیغ قاتل ما
غم و الم چو سفر کردگان ہم صحبت
نشان دہند بہم طرح و وضع منزل ما

منہ رحمہ اللہ:

بر ہر عضوم تازہ زخمست ز غم
وا نگاہ نہ رحمی کہ پذیرد مرہم
اینک چشم .... بامژہ چوں یارا
زخمست کہ بخیہاش بگستہ ز ہم

بیاض میں میرزا محمد مقیم کے ایک متوسل (یا ملازم کاتب) کو بھی دخل رہا ہے۔ چنانچہ متن بیاض میں ایک جگہ وہ لکھتا ہے:

"نیکاں میدانند کہ کسے ایں شعر بد را بایں خط بد بارادۂ خود بپاس یاراں نمی نویسد فقیر معذور ست و جواب یا صاحب کتاب مخدومی میرزا محمد مقیم"
(ص ۲۶۴)

میرزا محمد مقیم اور اس کی بیاض کا زمانہ :

صفحہ ۱۸۱ پر کاتبِ بیاض کی یہ ایک مورخ تحریر ملتی ہے جو ۱۰۴۸ھ کی ہے۔

" مخلص صاحب این بیاض طہماسپ قلی چوں دو سہ روز از مطالعہ این مجموعہ کہ جمعیت بخش خاطر ہایہ پریشانست بقدر فہم ناقص بہرھا گرفت۔ تذکرۃ للاحباب این صفحہ را باین خط نا مطبوع ضایع ساخت والعذر عندکرام‌الناس مقبول فی سنہ ۱۰۴۸ لمحررہ"۔ (ص ۱۸۱)

بیاض میں بکثرت عربی اقتباسات بھی ہیں۔ چنانچہ علاوہ اور مقامات کے، ورق ۱۳۲ - الف (ص ۲۶۵) سے ورق ۱۴۱ - الف (صفحہ نمبر ندارد) تک مسلسل عربی اقتباسات درج ہیں جو مختلف کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ شروعات اس صراحت سے ہوتی ہے "کتب الشیخ الملۃ والدین بہاءالحق نعمداللہ بغفرانہ فی توضیحاتہ من کتاب مفتاح الفلاح . . ." درمیان میں کتاب الاغانی وغیرہ کے حوالے آتے ہیں اور آخر میں بھی کتاب الاغانی سے اقتباس کیا ہے۔ انہی عربی اقتباسات کے درمیان صاحب بیاض اپنا نام یوں لاتا ہے " نمقہ الفقیر الجانی ابن جمی محمد مقیم مہرانی" (ص ۲۷۸) جیسا کہ پہلے بھی درج کیا جاچکا ہے۔ اور ایک جگہ مورخ یاد داشت کے طور پر وہ یہ ترقیمہ بھی لکھتا ہے :

"کتبہ فی دولت آباد بتاریخ ۱۷ شہر ذی قعدہ الحرام سنہ ۱۰۴۵ھ"

علی ھذا ، ایک تحریر کے بعد وہ یوں درج کرتا ہے :

" تحریر فی سنہ خمس و اربعین بعد الف من الہجرۃ النبوۃ علیہ و آلہ الصلواۃ التحیہ فی نواحی دولت آباد دکن"۔ (ص ۲۷۲)

اس سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وہ یہ بیاض سنین ۱۰۴۵ھ اور ۱۰۴۸ھ (ص ۲۷۵) کے مابین ، اور لگ بھگ لکھ رہا ہے اور کم سے کم ۱۰۴۵ھ میں دولت آباد میں ضرور موجود رہا ہے۔

اب دیکھنا چاہیے کہ وہ اپنے بعض معاصرین کا ذکر ان کے حین حیات کن دعائیہ کلمات کے ساتھ لاتا ہے کہ اس سے بھی زمانے پر روشنی پڑتی ہے۔

۱۔ حکیم رکنا کاشی (متوفی ۱۰۶۶ھ) کا ذکر وہ دو جگہ دعائیہ کلمات کے ساتھ لایا ہے۔

(الف) "حکیم رکنا حفظ اللہ تعالیٰ"۔ (ص ۱۴۶)

(ب) "حکیم رکنای کاشی ادام اللہ ایام برکاتہ"۔ (ص ۱۴۷)

۲۔ حاجی محمد جان قدسی (متوفی ۱۰۵۶ھ) کا ذکر یوں لاتا ہے۔

(الف) "حاجی محمد جان قدسی دام انفاسہ"۔ (ص ۱۰۵)

(ب) "حاجی محمد جان قدسی مد ظلہ"۔ (ص ۱۵۸)

۳۔ ابوطالب کلیم (متوفی ۱۰۶۱ھ) کا ذکر یوں کرتا ہے۔

(الف) "شاہ طالبا سلمہ اللہ"۔ (ص ۳۱۸)

(ب) "ایضاً منہ مد ظلہ السامی"۔ (ص ۳۱۸)

(ج) "شاہ طالبا کلیم سلمہ اللہ"۔ (ص ۳۲۱)

(د) "و من منظوماتہ علیہ السلام"۔ (ص ۳۲۲)

(ہ) "طالب کلیم سلمہ"۔ (ص ۲۱۹)

صفحہ ۳۱۸ پر "شاہ طالبا سلمہ اللہ" کے چند اشعار درج کرنے کے بعد وہ یہ صراحت بھی کرتا ہے کہ "در دولت‌آباد کہ از طبع شریف ایشان سانح شدہ مرقوم قلم شکستہ رقم شد"۔ (ص ۳۱۸)

اس ترقیم کا زمانہ بھی ۱۰۴۵ھ کے لگ بھگ ہوگا جبکہ کلیم

اور مقیم دولت آباد میں یکجا ہوں گے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس صراحت کے بعد کلیم کی جو غزل درج ہے:

ساقی ارباب مے ایں لحظہ کہ در میگیرد
عرق از عارض او رنگ شرر میگیرد

دولت آباد میں ۱۰۴۵ھ کے لگ بھگ کہی گئی تھی۔

۴۔ "حبیبی شیخ ابو محمد بن شیخ صغان یزدی سلمہ اللہ"۔
(ص ۳۳۰)۔۱

اسی طرح بعض مرحومین کا ذکر بھی لاتا ہے جن کے سنین وفات معلوم و مشہور ہیں اور بیاض کا زمانہ اِن سنین کے بعد کا بنتا ہے۔

(۱) "سحابی غفرلہ" (ص ۲۱٦، م ۱۰۱۰ھ)"۔
(۲) "میر محمد مومن غفرلہ" (ص ۲۳٦، متوفی ۱۰۲۴ھ)۔
(۳) "میرزا قلی میلی رحمہ اللہ" (ص ۳۲۳، متوفی ۹۸۳ھ)۔
(۴) "مولانا محمد صوفی" (آملی، ص ۳۲۳، متوفی ۱۰۳۴ھ)۔۲
(۵) "میر رضی ارتیمانی نوراللہ مرقدہ" (ص ۳۲۵، اس کا سال وفات معلوم نہیں، زمانے کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ اس کا بیٹا میرزا ابراهیم ادهم۳، ۱۰٦۰ھ میں وفات پاتا ہے)۔
(٦) "آقا باقی نہاوندی رحمہ اللہ" (ص ۲۲۳، ۱۰۳۴ھ تک

۱۔ اس شعر کے ساتھ: بحسن خلق‌تواں جا گرفت در دل خصم
غریب را وطنے بہ ز آشنائی نیست
۲۔ مادہ تاریخ "رفتہ ملا محمد صوفی" شام غریباں ص ۲۴۳۔
۳۔ ادھم کا ایک قصیدہ "سخت می ماند بماہ من در اوج دلبری" بیاض میں ص ۳۳ سے ص ۳٦ تک آتا ہے۔

زندہ تھا جیسا کہ شام غریبان میں آتا ہے، اور ماثر رحیمی کا مصنف تھا)، علی ھذا "آقا باقی نہاوندی طاب ثراہ" (ص ۲۲۴)، "منہ رحمہ اللہ" (ص ۲۲۴)۔

مثنوی چندر بدن و مہیار کے ذیل میں میرزا محمد مقیم نام کے اشخاص کی ایک بحث ھمارے بعض فضلا کے گرانقدر مقالات میں آتی ھے۔ اس کو اول تفصیل سے مثنوی چندر بدن و مہیار کے مرتب جناب محمد اکبرالدین صدیقی نے مثنوی کے پہلے ایڈیشن (مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۹۵۶ء) میں اپنے مقدمے میں پیش کیا تھا۔ پھر فاضل گرامی ڈاکٹر نذیر احمد نے اپنے مقالے "چندر بدن و مہیار کا مطالعہ اور اس کے مصنف کے تعیّن کے سلسلے میں محمد اکبرالدین صدیقی صاحب کی کوشش کا جائزہ" (مشمولہ اردو ادب علی گڑھ بابت دسمبر ۱۹۵۷ء) میں۔ اور آخر میں ڈاکٹر جمیل جالبی کی تاریخ ادب اردو جلد دوم میں بھی یہ بحث آتی ھے۔

اس بیاض کا جامع میرزا محمد مقیم بھی اسی دور اور علاقے سے تعلق رکھتا ھے۔ لیکن اس بحث مذکورہ سے الگ، سر دست تو مقصد یہ ھے کہ بیاض کے حوالے سے جو کچھ معلومات اس میرزا محمد مقیم کے بارے میں ھمدست ھیں، انھیں پیش کیا جائے۔

میرزا مقیم کا کلام:

بیاض میں میرزا مقیم کا جو کچھ فارسی کلام ملتا ھے، ذیل میں درج کیا جاتا ھے۔ اس میں وہ اپنا تخلص مقیم، اور صرف مقیم لاتا ھے:

(۲) "لکاتب الاحرف غفراللہ لہ ولوالدہ"

امید راحت از دور فلک عاقل چسان دارد

کہ او ھم حرف سرگردانی خود درمیان دارد

براه عشق ره رو را ... از همرهان خیزد
جرس اینجا زبان با رهزنان کاروان دارد
نیم از زخم چوگان حوادث هیچگه ایمن
که دشت فرح خون کوئ زمینم درمیان دارد
درین ویران سرا چون کنج مشهورم ...
همین حرفي ز من هر کس که بینی بر زبان‌دارد
ز خوان وصل ... ز او ننهاد بردوشم
ندانم تا کیم حمال مشتی استخوان دارد
ندادم سر ز کف درپای شمشیر جوانمردت
اگر صد بار ... ت نمیرم جان آن دارد
بجا دو کاری چشم سیاه پرفنش یارم
دل از من برده و میخواهد از من هم‌نهان دارد
مقیم از معنئ سود و زیان کو آ گهی ...
.... سود خود .... همت را زیان دارد (ص ۱۵۷)

(۳) "ایضاً منہ"

اختلاط جان و تن باهم به بیزاری کشید
عاقبت دور از تو کار من بد شواری کشید
کی تواند دید رنگیے هر رخ کس چرخ دون
گل باآن عزت درین گلشن بسی خواری کشید
سخت بینا بوده چشم نرگس این بوستان
گنج صحت یافت هرکس رنج بیماری کشید
هر که برپا بود درعالم سرش از دست رفت
تیغ نازش از میان تاسر بخونخواری کشید
بیتو احوال گرانجانان نمیدانم که چیست
اینقدر دانم که کار دل بد شواری کشید

عشق محبوبان خود را زرد بردارد ز خاک
کاردار آخر درین درگہ بسرداری کشید
میکند روشن چراغ خود زنور دل مقیم
سرمہ ہرکس بچشم از راہ بیداری کشید

(ص ۱۵۷، ۱۵۸)

(۳) "لکاتب الاحرف غفرلہ"

ای فارس عرصۂ سیادت خرجت بعنان دویدنی داشت
کوتاہ کنم بلند بختی قدری بفلک رسیدنی داشت
اسپے کہ بہ بندہ نامزد بود از من صفتش شنیدنی داشت
یک موی ز رنگ او ندیدم آخر یکبار دیدنی داشت
از عرصۂ خاطرت برون جست این اسپ عجب دویدنی داشت

(ص ۲۰۹)

(۴) "لکاتب الاحرف"

جستم دل پر آبلہ کمتر بکف افتاد
این گوہر نایاب بدست صدف افتاد
با خانہ بدوشان نبود برگ تعلق
برباد دہد گل اگرش زر بکف افتاد
برخاستنی در رہ افتادگیم ہست
خورشید ازین سلہ برج شرف افتاد
رنگے نبود تیرہ دلان را ز شب وصل
کے دامن خورشید بچنگ کلف افتاد
ہرکس نخورد زخم بلا روی کشادہ
این قرعۂ اقبال بنام ہدف افتاد

از نهکدلان چشم کشاکش نتوان داشت
واشد دل گوهر چو جدا از صدف افتاد
ای ابر نداری جگر دیدهٔ خونریز
صد بار میان تو و او جنگ صف افتاد
هر کس که گرفتار طلسم تن خود گشت
بیچاره بزندان ابد چون کشف افتاد
از گریه سر خود بکفے دجلہ نهادم
شوقم چو بسر وقت خیال نجف افتاد
شاعر فتد از شعر بد خود بزبانها
رسوا ست پدر گر پسرش ناخلف افتاد
از سیلیٔ بیداد درافغان چو منم است
هر کس که دریں دائره مانند دف افتاد (ص۲۱۳)

ز سوز عشق ندیدم تنے که داغ بسوخت
کدام دل که دریں‌خانہ چون‌چراغ بسوخت
چو آب سوز دل از گریہ روشنست مرا
منے بشیشہ نگردم کزان دماغ بسوخت
ز سوز عشق دل بوالهوس بود محروم
کرابخلوت خود شمع شب چراغ بسوخت
چو شمع رشتہ فرو برده ام در آتش دل
فتیلہ ایں هم در سوختن دماغ بسوخت
سواد شب بکند جا بچشم اهل نظر
کسے بمجلس روشندلاں چراغ بسوخت

چرا تو عاشق هنگامہ خودی ای برق
کدام پاکہ ز گرمی... سراغ بسوخت
سرشت کس چوبد افتاد نیست در خور رحم
کسے مقیم بروز سیاہ زاغ بسوخت
(ص ۲۱۳، ۲۱۴)

سینۂ صاف از جہان پاک بر افتادہ است
سلسلۂ بحر و (بر) بدگہر افتادہ است
ہیچ نیاید بدست، جمع بخرجش مبند
حاصل این مشت خاک درنظر افتادہ است
خاک عناصر بباد، گردہی اےدل بجاست
شعلہ بود خشک مغز، آب تر افتادہ است
در قفس سینہ دل بال و پری وا نکرد
راہ بروں شد نیافت ہرکہ در افتادہ است
سنگ رہ کس مباد، کوہ غمی کاندراں
کوہکنی ہر قدم از کمر افتادہ است
مجلس افسردہ ایست دہر در و پا منہ
مہر سفر کردہ است رحم بر افتادہ است
آہ جگر تفتگاں دود بر آرد ز بحر
نالۂ نی از کجا بے اثر افتادہ است
نیست چو قسمت ببحر، تر نشود لب ز آب
رشتہ چہ شد گر رہش بر گہر افتادہ است
عشق چو افسرد پای کوہ در آید ز جای
عقل بہ بین کز جنوں ناگہ در افتادہ است

داد ز غفلت بباد حاصل هستی مقیم
این هم از خود چرا بے خبر افتاده است

(ص ۲۱۴)

گاه جا در کوه و گاهی رو بصحرا کرده است
سیل تا چشم مرا در گریہ پیدا کرده است
تا کرا در بیستون جو ... بی باک کند
عشق شیرین کار دستی باز بالا کرده است
چشمی ار داری بگاه از این کہ صاحبدل شوی
شمع خوش سر رشتۂ بہر تو پیدا کرده است
ترک دنیا آنقدر ها نیست کزوی دم زنند
وقت رندے خوش کہ ترک ترک دنیا کرده است
نیست تنها یک سر منصور زیب دوش دار
عشق ازین هنگامها بسیار پیدا کرده است
نیست جز نامے زمن باقی چہ می پرسی مقیم
عشق را نازم کہ خوب از می مرا وا کرده است

(ص ۲۱۴)

دور از تو دل بے برگ و نوا نکشاید
بلبل از باغ چو افتاد چرا نکشاید
چہ کند آه سحر بادل تنگے کہ مراست
غنچۂ من ز دم بادِ صبا نکشاید
غنچہ شو در چمن دهر شگفتن حرفست
کہ دریں خاک گل نشو و نما نکشاید

نتوان بیہدہ در بند رهائی بودن
عشق بندی کہ نہادست ز پا نکشاید

کامہ بر بکف چو نہی جز بدر دوست مرو
در بیگانہ بروی تو خدا نکشاید

رہ باآواز درا طے چہ کنی هرزه مقیم
دلے از پہلوے این هرزه درا نکشاید

(ص ۲۱۴، ۲۱۵)

(۶) "ایضاً منہ"

راه آزادیٔ دل از دام دنیا بستہ اند
این گرفتاری بصد زنجیر بر ما بستہ اند

فیض قسمت جزو و کل رامیرسد دل‌بد مکن
تا بجوی قطره هم آبے ز دریا بستہ اند

با محبت هیچ تاثیرے نمی یابم کجا ست
راه دلها را ز یکدیگر همانا بستہ اند

حرف پہلودار را نتوان بخود هموار کرد
تہمت آسودگی بر نقش دیبا بستہ اند

بس کہ پروازش بلند افتاده گم شد از نظر
بال اقبال مرا بر بال عنقا بستہ اند

حاصلی کاید بدست از شعلہ خس‌را روشنست
اهل دنیا از چہ رو خود را بدنیا بستہ اند

در جنون از سایۂ خود نیز می باید گریخت
تازگی دارد کہ مارا باز بر ما بستہ اند

گوهر یک رشتہ را از هم جدا نتوان شمرد
سینہ چاکان تو دلها را بدلها بستہ اند

(ص ۲۱۵)

———

(۷) "لکاتب لاحرف"

تیغ ... اگر خونم بسوی خود کشد
میتواند سینه ام دست از رفوی خود کشد
کنج استغنای خود خود را بخاک لا نشاند
هر کسی خواری بقدر آب روی خود کشد

(ص ۲۸۶)

جای پا مارا براه عاشقی سرمی رود
سایه هم با ما دریں وادی سراسر میرود
باغ دهر از گریهٔ من تازه دارد روی خویش
بی نم اشکم جهانرا دود از سر میرود
دیدهٔ خونبار عاشق را بچشم کم مبین
آب این دریا بجوی هفت کشور میرود
چار باغ دهر بوی خرمی نشنیده است
گل ازین ماتم سرا بادیدهٔ تر میرود
راه دلرا سرسری شو آن برید آسوده باش
همچو کشتی موج از دریا بلنگر میرود

(ص ۲۸۶)

---

(۸) "لہ"

آه خوش بازی ز رودش سینهٔ من برگرفت
داغ چون خورشیدم از سرتا بپا در زر گرفت
گریه بر ویرانیٔ آفاق همت بسته بود
آستیں بهر شفاعت دست چشم تر گرفت

گرمیٔ هنگامهٔ گل هیچ معلومم نشد
اینقدر دانم که بلبل رنگ خاکستر گرفت
آتش افسردگان گرمی نمی بخشد بدل
شمع سوزی داشت با او صحبت مادر گرفت
عالمی گشتم ولی مقصد همان حرمان همان
باز راه رفته را می بایدم از سر گرفت
(ص ۲۸۶)

از نم گریهٔ قفس چون چمنم سبز شود
دیده هر جا که کشایم وطنم سبز شود
بس که خاموش نشستم ز سخن چون سوسن
جای دارد که زبان در دهنم سبز شود
گل نومیدیم از باغ تمنا بشگفت
مو بر آمد ز زبان تا سخنم سبز شود
(ص ۲۸۶)

عجب مدار که روزم بود بشب محتاج
که کرده سردیٔ دوران مرا به تب محتاج
نگاهٔ گرمی تو دلرا بفکر وصل انداخت
...... پیش کریمان لب از طلب محتاج
مرو بوسعت خوان فلک که کرده مرا
گرسنه چشمی اختر بتان شب محتاج
(ص ۲۸۶ ، ۲۸۷)

---

(۹) "ایضاً منه"

چه دلگیری چو شمع مجلسم زین انجمن باشد
که گر خونی بمن میجوشد آنهم خون من باشد
مرا همراهی می کرده سرگردان درین وادی
خوشا خلوت گزینی کو جدا از خویشتن باشد
نسازند اهل دل محتاج در هر وادی خود را
چو تنها میشود دیوانه باخود در سخن باشد

(ص ۲۸۷)

حرف خود امشب کسی چون من بمجلس سر نکرد
درد دل چندان باو کردم که او باور نکرد
حسن را بر خاک ساران اعتمادی دیگرست
شاهد آیینه رو پنهان ز خاکستر نکرد
گنج باد آورد در زیر طلسم خاموشیست
غنچه در گلشن دهان خود عبث (بی) زر نکرد
دل بیمن تیره روزیها چراغش روشنست
کار صیقل بی وجود زنگ زنگی بر نکرد
هیچ کس در زیر گردون... بکار خود نبرد
خضر همراهی که می بایست رفتن سر نکرد

(ص ۲۸۷)

در بساط یکدلی نقش دوئی بنشسته است
هر که دارد بینشی چشم از دو بینی بسته است

سالک از پا گر نیفتد کم بحالی میرسد
او بمقصد کے شتابد نامہ تانشکستہ است
گر رسد تیغ ملامت برسرش پرزور نیست
حرف خامی از زبان خامہ بیرون جستہ است
(ص ۲۸۷)

تا نوای عیش برگوش اسیران کم خورد
باغبان . . . .
. . . .
آنکہ دارد جوهری از هر دو عالم می برد
(ص ۲۸۷)

تیغ حیرانم کہ چون بر خلق خود را بستہ است
. . . .

آنرا کہ چون صدف گهر راز دادہ اند
بیرون ز پردۂ سخن آواز دادہ اند
کو آن زبان کہ سرّ محبت بیان کند
گیرم رضا نگفتن این راز دادہ اند
در کوچک و بزرگ و چپ و راست بر مپیچ
قانون روزگار چنین ساز دادہ اند
بر روی بستگی در فتحی کشودہ بود
آنهم کنون بطالع ما بازدادہ اند
سعیی کہ می کنیم بجای نمی رسد
پر بستہ اند و رخصت پرواز دادہ اند
(ص ۲۸۷)

تا مہر روی تو بدلم پر تو افگنست
چون ذره چشم من هم بر راه روز نست
بی سعی دیگری نبرم ره بمقصدی
بیرون من چوسنگ ببال فلا خنست

(ص ۲۸۷)

بدل ز داغ تو بسیار مدعا دارم
نشستہ بر سر کنجے و فکرها دارم
تمام عمر سفر داده روی در وطنم
بزیر چرخ نگون حکم آسیا دارم
بسعی دیگری آرم براه روی امید
چو موج چشم بهمراهی صبا دارم

(ص ۲۸۷)

از عطای سفلہ چیزی سخت تر دردم نکرد
آسمان ننشست تا محتاج ما مردم نکرد
دیده و دانستہ خود خودرا چوگل بستم بخار
دشمن من در حق من آنچہ من کردم نکرد
داغ رفت از دست و میسوزد دلم برحال خویش
برق شوقی رحم برهنگامۂ سردم نکرد
دانۂ کافتد بدام آسیا حالش مپرس
چرخ دون پا از سرم ننهاد تا گردم نکرد

(ص ۲۸۷، ۲۸۸)

یاد آن مستیٔ فکر خویش کم میداشتم
نے غم عالم نہ پروای عدم میداشتم
هیچ کس غمخوار بیغم نیست کس بیغم مباد
غم اگر میداشتم غمخوارهم میداشتم
بر سر راه کسی میدوختم چشم امید
گر درین رہ طالع نقش قدم میداشتم
خاری از پایم بتدبیر هنر بیرون نشد
کاش برکف سوزنی جای قلم میداشتم
راضیم از خست خود بلکہ ممنونم ازو
من چہ میکردم باین دخل از کرم میداشتم
(ص ۲۸۸)

بی تو گل زین گلستان آهنگ رفتن میکند
شمع بی خورشید رویت خانہ روشن میکند
هیچکس را برگ عیشی نیست در باغ وجود
گل درین گلزار خون خود بد امن میکند
حاصلی از عمر ما مارا بکف جز باد نیست
کے سرای کس چراغ برق روشن میکند
(ص ۲۸۸)

از شرم اینکہ چون ز برِ یار میرود
پیوستہ مہر روی بدیوار میرود
گر یکرو گام همرهی اشک من کند
از پای سیل قوت رفتار میرود

کس ... نساخت در چمن دهر خرمی
تاخنده کرده است گل از کار میرود
عالم تمام از اثر برق جلوه سوخت
موسی هنوز از پی دیدار میرود
(ص ۲۸۸)

چشم تو دل ز صورت دیوار میبرد
آیینه را نگاه تو از کار میبرد
عشقت دلم بگوشهٔ چشم تو میکشد
بیمار را (به) پرسش بیمار میبرد
گیرم که صبر مشکلم آسان کند ولے
از خاطرم که حسرت دیدار میبرد
(ص ۲۸۸)

ز گلشنم چه که آنجا شمیم کاکل نیست
ز زلف آنچه برد دل بیار سنبل نیست
دلی چو پرده بهر تار بسته مطرب بزم
که تار چنگ کم از هیچ تار کاکل نیست
بعجز کوش که دست فتادگان بالاست
زبون شدن ز کسی در ره تنزل نیست
ز پا فتادگیٔ من اشاره ایست بدان
که سایه نیز رفیق ره توکل نیست
بد مپیچ که بد هم بجای خود خوبست
ز خار فایدها سرزند که در گل نیست

طراوت گل رویت ز گریهای منست
کہ این معاملہ با آب چشم بلبل نیست
یکے بجانب مشتاق خود توان آمد
مقیم اینهمہ هم قابل تغافل نیست

(ص ۲۸۸)

زلف شبرنگش چو گردد گرم چوگان باختن
پیشتر از گوی باید سر بمیدان باختن
عشق میخواهد ولی وارستہ از قید جهان
کی توان شطرنج با فکر پریشان باختن
ملک دین را تاب دست اندازیٔ کفار نیست
پیش اهل دل بموی بستہ ایمان باختن
هر چہ دارم میزنم بر سنگ از نقد وجود
خویش را حالی نمی بازم کہ نتوان باختن

(ص ۲۸۸)

روزم از زلفت برنگ شام هجران میکند
یاد رویت عشق شمع آن شبستان میکند
در بهشت از خاطر جمعی نصیب کس شدی
زلف چون بر روی او خود را پریشان میکند
نام من چون کرد از آنجا سر برارد عاقبت
غمزه تیغ خود بخاک هر کہ پنهان میکند
همتم دریاست سوی من بچشم کم مبین
گو نہ زر دارم نگہ را زر بدامان میکند

هر که با ویرانهٔ خود ساخت عالم ملک اوست
گلخنی در گلخن خود سیر بستان میکند
(ص ۲۸۹)

سرگرانی از میان خلق جانم میبرد
وحشت آخر بر کناری زین میانم میبرد
ساغرم ساغر که دوران بسته بر من راه عیش
تا لبی تر میکنم از باده جانم میبرد
فتح اقلیم قفس بر بازوی بال منست
ساعتی خوش کرده طالع ز آشیانم میبرد
پر تو خورشید سر مشقیست روشن درکفم
آخر این افتادگی بر آسمانم میبرد
نخل بندی نیست باغ نظم را چون من مقیم
صد گلستان سعدی از هر بوستانم میبرد
(ص ۲۸۹)

چشم شوخش سوی عاشق کم نظر افتاده است
مست از بسیاریٔ می بیخبر افتاده است
مرغ دل در دام مویش ره بآزادی نبرد
کوچه زلف از قفس پیچیده تر افتاده است
زین معمأ مطلبی خاطر بشان کس نشد
کهنه اوراق فلک بریکدگر افتاده است
کوچه گرد آستین با گوشه گیر دامنست
طفل اشکم کز یتیمی دربدر افتاده است

سوبموی حسن هم گشتم ندیدم رونقی
زلف از پا رفته و کاکل بسر افتاده است
(ص ۲۸۹)

---

(۱۰) "ایضاً منہ غفراللہ لہ و تجاوز عنہ"

همچو گل دایم سر خود بار گردن داشتم
پارۀ دل جای برگ گل بدامن داشتم
بی گرفتاری ندارم یاد هرگز خویش را
در قفس بودم اگر سامان گلشن داشتم
بخیہ را از زخم من دست تصرف کوتہ است
چشم این باریک بینی کے ز سوزن داشتم
اختیار دل بدست خود ندیدم هیچگہ
بود صد کس صاحب این خانہ تامن داشتم
دل نبستم هیچگہ چون خوشہ برکشت امل
آتشی بودم اگر راہے بخرمن داشتم
دست اگر کوتاه باشد همتم کوتاه نیست
می فزندم بر جهان روزی کہ دامن داشتم
تابود ...... با سر پنجۀ طالع مقیم
موم میکر دید اگر در دست آهن داشتم
(ص ۲۸۹، ۲۹۰)

با قلیم محبت کی تواند کس دلیر آید
کہ بوی خون فرهادش هنوز از جوی شیر آید

---

(۱۱) "ایضاً سوانح افکاره"

سری آشفته تر از طرۂ سنبل دارم
دل جمعی به پریشانیٔ کاکل دارم
کس بسامان پریشانی من خلق نشد
دست خود شانه صفت برسر کاکل دارم
نبرد دست کسے از سپر انداختگان
غالبم برهمه تا رو به تنزل دارم
رنگ معشوق شکستن گل تر دامانیست
داغها بر جگر از گریهٔ بلبل دارم
بارے از خود بهمین شیوه تسلی شده ام
که باندازۂ جور تو تحمل دارم
نظر همت عشاق بلند ست بلند
دیده ام قدی و برسرو تغافل دارم

(ص ۲۹۰)

رخ خرم، دل بیغم، لب کشتی دارم
در نظر همچو گل و لاله بهشتی دارم
دردم افزون شود از دیدن صاحب نظران
حکم آینه چرا صورت زشتی دارم

(ص ۲۹۰)

---

(۱۲) "ایضاً منه فی الرباعیات"

از خواهش طبع انکه حضور ست اورا
دل تیره و چشم دید کور ست اورا

پامال کند صفاے دل ظلمت طبع
چوں سایہ کہ پا برسر نور ست اورا

در راہ تو عاشق ز تو جز غم نکشد　　بی ریزش اشک دمبدم دم نکشد
اما دل تو زگریہ کی نرم شود　　آیینہ در آب اگر نهی نم نکشد

در راہ غمت کہ دیدہ ام خونبارست　　از گریہ مرا خرابی بسیارست
نگذاشت کہ چشمی برخت آب دھم　　ھر قطرۂ اشکم . . . . کارست

در زیر فلک همہ زشت وچہ نیکو را　　بی رنج سپندار بتن یک مو را
ھر ہرکہ بہ بینی بتن مرغ ھوا　　سیخ است پی کباب کشتن اورا
(ص ۲۹۰)

---

(۱۳) صفحہ ۸۳۰ کے متن میں "لراقم" کی صراحت کے ساتھ ایک قطعہ آتا ھے۔ اِمکاناً یہ بھی مقیم کا هوسکتا ھے کیونکہ مصرع ثالث میں "مقیم" آتا ھے۔ تاھم امکان یہ بھی ھے کہ وہ بطور تخلص نہ آیا ھو:

رسم ورہ اسلام تراکے یاد است　　در قاعدۂ کفر دلت استاد است
در ھر طرفت ھزار هندوست مقیم　　ای بہیہ مگر سرات کفر آباد است

مقیم کے اشعار میں کہیں کہیں شخصی حوالے (self-references) بھی ملتے ھیں، چنانچہ اِس شعر میں:

تمام عمر سفر دادہ روی در وطنم　　بزیر چرخ نگون حکم آسیا دارم
(ص ۲۸۷)

وہ اپنے وطن (ایران) کو یاد کرتا ھے۔ ایک اور مقام پر اس کی یاد داشت ظاہر کر رھی ھے کہ مشہد سے اس کا گذار ھوا ھے۔ چنانچہ وہ لکھتا ھے:

"مجنونے در مشهد مقدس علی صاحبا الف التحیہ الحرف مشاهده نمود کہ پیوستہ این شعر رامیخواند و از وست"

نام دشنام ندانم ز کہ آموختہ است
آن جفا جو کہ زکس غیر دعا نشنید ست

(ص ۳۲۹)

علی هذا نثری یادداشتوں میں بھی کہیں کہیں شخصی حوالے آتے ھیں:

۱ - پہلے وہ شبلی کا قول اس طور پر درج کرتا ھے "نقلست کہ شبلی گفت . . . " پھر اپنی رائے اس طرح درج کرتا ھے: "کاتب احرف را اعتقاد انیست کہ دریں معنی جنید محققست رحمہ اللہ علیه چرا کہ اختیار عین انانیت و عدم نیستی است . ."

(ص ۷۱)

۱ - ایک قول پر وہ یوں اپنی رائے ظاہر کرتا ھے:
"الحق عجب کلمات فصاحت امیر است"

۳ - آیک جگہ تبدیل جنس کا ایک واقعہ کتاب حیوۃالحیوان سے درج کرتا ھے جو ابن‌الاثیر نے کامل‌التاریخ میں ۶۲۳ ھ کے حوادث میں لکھا تھا اور اپنی طرف سے یہ اضافہ کرتا ھے کہ "قال کاتب الاحرف و نظیر هذا ما آورده حمداللہ مستوفی فی کتاب نزهتہ‌القلوب . . . .

(ص ۲۶۷)

اسی نوعیت کا ایک شخصی حوالہ بیاض کے ابتدائی خاکستری اوراق میں بھی آتا ہے، جو مقیم سے نہیں بلکہ اس کاتب سے ہے جس کے تصرف میں یہ بیاض، مقیم کے بعد رہی ہوگی۔ وہ مقیم کے طریقے پر خود کو "کاتب الاحرف" نہیں بلکہ "کاتب حروف" لکھتا ہے اور بارھویں صدی ھجری کے اوائل کا ہے۔ سلطان محمود کی ایک حکایت نقل کرنے کے بعد (جس میں آتا ہے کہ اس نے ایک غلام کو اپنے مالک کے پاس سے آنے پر تادیب کی) وہ اپنی طرف سے بھی اس نوعیت کا ایک واقعہ بیان کرتا ہے:

"کاتب حروف یاد دارد کہ در عہد سلطنت شاہ سلیمان جنت مکان در دار السلطنۂ اصفاہان چون مرضی باد شاہ نسبت بہ مرزا ... علی پسر اخلاص مرزا کمال کم عنایت بود ..."
(ص ۳ے)

شاہ سلیمان صفوی کی وفات ۱۱۰۵ھ میں ہوئی ہے۔ چنانچہ اس یاد داشت کا زمانۂ تحریر ۱۱۰۵ھ کے بعد کا ہوگا، لیکن جس واقعے کی طرف اشارہ ہے وہ شاہ سلیمان کے عہد (۱۰۷۶ھ تا ۱۱۰۵ھ) کا ہے۔

جامع بیاض مرزا محمد مقیم کے بارے میں یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ وہ میرزا محمد مقیم شیرازی سے جدا شخصیت ہے۔ اس میرزا مقیم شیرازی کے کلام کا انتخاب (۸ شعر) بیاض میں ص ۱۴۹ پر، ایک اور شاعر کے بطور "میرزا مقیم شیرازی" کے تحت آتا ہے۔ اور منتخب اشعار کی زمینیں یہ ہیں: تیر شود، خویش میسازد، ویرانہ دارد، سایہ گرفتست، خواب میپیچ، حساب مپیچ، بیرون نمی رود خون نمی رود۔

حیدرآباد دکن کے کتاب خانوں میں سے آصفیہ میں ایک دیوان کسی مرزا محمد مقیم کا ہے جو بقول محمد اکبرالدین صدیقی اس کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔۱ سالار جنگ کے کتاب خانے میں بھی ایک میرزا محمد مقیم کے دو دیوان ہیں۔ اور یہ تحقیق طلب ہے کہ کیا بیاض کا مذکورہ بالا کلام ان دواوین سے کوئی مطابقت رکھتا ہے۔۲

کئی موقعوں پر بیاض مقیم کا مرزا محمد مقیم اپنا مرشد " مولانا وشیخنا بہاءالحق والدین نعمداللہ بغفرانہ" کو ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً ۱۔ "مضمون ہذہ‌الابیات الثلاثہ من حالباب محرر ھذہ الاحرف بالنسبہ الی خدام سیدی و مخدومی و استاذی و نور بصری و ثمرۃ فوادی ..... نقات ہذہ‌الاحرف من خط مولانا و شیخنا بہاءالحق والدین نعمداللہ بغفرانہ" (ص۳۰۸)۔ ۲۔ "کتب الشیخ الماہ والدین بہاء الحق نعمداللہ بغفرانہ فی توضیحاتہ من کتاب مفتاح الفلاح . . . . ." (ص۲۶۵)۔

۱۔ جیسا کہ موصوف نے چندربدن و مہیار پر اپنے تحریر کردہ مقدمے میں صراحت کی ہے۔

۲۔ ایک مکتوب کے مطابق (جو ادھوری معلومات فراہم کر رہا ہے) " سالار جنگ کے کتب خانے میں مرزا مقیم کے دو قلمی دیوان موجود ہیں۔ پہلا دیوان، جس کا نمبر ۴۸۰ ہے، نامکمل ہے، ناقص الآخر، بلکہ منتخب کلام کا مجموعہ ہے۔ اسی لیے اس کے ابتدائی ورق پر کسی نے متفرق‌اشعار مقیم‌شیرازی لکھا ہے۔ دوسرے دیوان کا نمبر ۴۸۱ ہے۔ ان دونوں دواوین کی چھان بین کے بعد صرف تین غزلیں ایسی ملیں جن کے مطلے اور مقطعے (بیاض مقیم کی) دریافت طلب غزلوں میں شامل ہیں، یعنی (۱) جاں میکند، ارزاں میکند پریشاں میکند(مخطوطہ ۴۸۱، ورق۴۸)۔ (۲)سر گرفت، در گرفت، خبر گرفت، جگر گرفت خبر گرفت (مخطوطہ ۴۸۱ورق ۴۰)۔ (۳) گلشن میکند، شیون‌میکند، دامن میکند(مخطوطہ ۴۸۱ورق ۵۰)"۔

مرزا محمد مقیم کے عقائد و نظریات :

ایک طرف وہ بکثرت ایسی یادداشتیں تحریر کرتا ہے جو شیعی عقاید میں اس کی پختگی پر دلالت کرتی ہیں، اور ایسی شخصیات اور کتب کا ذکر محبت و عقیدت کے ساتھ کرتا ہے جن کا تشیع تاریخی طور پر ظاہر ہے، دوسری طرف وہ سنی اہل تصوف بشمول خواجگان نقشبندیہ و چشتیہ کا ذکر بھی احترام کے ساتھ کرتا ہے۔ مثلاً

۱۔ صفحہ ۳۰۴ پر وہ "تاریخ ظہور مذہب شیعہ کہ باعث ترویج آں بادشاہ مسرور شاہ اسماعیل انارالله برھانہ شد" کے عنوان سے ایک حکایت درج کرتا ہے۔

۲۔ اکابر صوفیہ کے اقوال بکثرت درج کیے ہیں، چنانچہ صفحہ ۱۱۰ پر "من الاکابر الصوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ" کے عنوان سے اقوال درج ہیں۔ شیخ ابو سعید ابوالخیر، عبدالرحمٰن جامی، عطار، رومی، "شیخ نظامی قدس سرہ" وغیرہ کے علاوہ ایک جگہ خواجہ نظام الدین اولیاء کا ایک قول اس طور پر آتا ہے:

> "شیخ نظام الدین اولیاء قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز فرمودند کہ طاعت بر دو قسم است لازمی و متعدی۔ طاعت لازمی آنست کہ منفعت آن ہمان یک نفس طاعت کنندہ را باشد و آن نماز و روزہ و اوراد و تسبیحات و آنچہ بدان ماند اما طاعت متعدی آنست کہ از تو منفعتی و راحتی بدیگری رسد باتفاقی واشفاقی و بدانچہ دست رس بود لطف در حق غیری کردن این را طاعت متعدی گویند و ثواب این بیحد و اندازہ

است و در طاعت‌لازمی اخلاص می باید تا قبول افتد و طاعت متعدی هر گونہ باشد مناسبست و مقبولست۔"(ص ۲۸۰)
ایک اور جگہ امیر کلال رحم کا ایک قول اس آغاز کے ساتھ آتا ہے۔" شخصے نزد سالک صمدانی و عارف ربانی شیخ علی کلال قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز رفت و استدعا کرد . . . ." (ص ۲۸۱)

شعراء جن کا انتخاب کلام بیاض میں ہے :

کاتبی ، اھلی شیرازی ، خالص ، سلمان ساؤجی ، اسیر ، خالص ، ادھم ، میر عین علی ، نویدی ، عرفی ، شوکت بخاری ، حکیم عزت‌اللہ ۔ آشنا ، نکہت ، سید حسین سبزواری ، عظیما ، خاشع ، ھمت ، اوحدی ، ھلالی ، ابن حسام ، خواجہ کرمانی ، امام فخر متخلص بہ رازی ، قدسی ، ابو سعید ابوالخیر (۱۱۳ رباعیات ، ص ۱۲۰ تا ۱۲۳ ح نیز ۲ رباعیات برصفحہ ۱۴۳ ح) ، سحابی ، کمال اسمٰعیل ، میر باقر داماد ، مظفر حسین کاشی ، مرزا قلی میلی ، بابا نصیبی گیلانی ، میر تشبیہی ، مولانا محمد باقر خردہ کاشی ، شاہ داعی شیراز ، مولانا درویش علی معلم عرفی ، جمال‌الدین عبدالرزاق اصفہانی ، امیر خسرو دھلوی ، عباسی ، رومی ، میر محمد زمان سبزواری ، ذوقی اصفہانی ، مولانا جامی ، شیخ عطار قدس سرہ العزیز ، میر سنجر کاشی ، سعدی ، مرزا اسمٰعیل نجم ثانی المدعوبہ خورسندی ، مولانا ظہوری ، شیخ گنجہ (نظامی گنجوی) ، حکیم رکنا ، میر آدمی ھمدانی ، میرزا مقیم شیرازی ، مولانا صیدی ، محمد قلی سلیم ، آقا حقی خوانساری ، میرزا ابراھیم اصفہانی ، مرز ابراھیم ھمدانی ، امیر یادگار بیگ ، میر شحیم سہیلی ، آصف خان ، شاہ اسمٰعیل ثانی ،

شکوهی خراسانی ، خواجہ شعیب ، بحری آفندی ، خواجہ ابو نصر ، صبوری تبریزی ، عقیدت خاں ، باقی بخاری ، مجلسی مشہدی ، رفیع مہدی ، حریفی لاری ، صبحی ساوجی ، صرفی ساوجی ، خضری ، قصری لاری ، کمال اسماعیل خلاق المعانی ، عنصری ، ملا مومن ، حسین یزدی ، مرزا رفیع دستور ، عمر خیام ، میر بدیعی تونی ، وحشی ، میر عیر علی ، خاشع ، فروغ ، طغرای مشہدی ، صائب ، نکہت ، میر والی قمر ، اکبر بادشاہ (ایک فارسی شعر) صادق بیگ ، میر محمد مومن ، حکیم النہی ، جہانگیر بادشاہ (دو فارسی شعر) ، ناصر خسرو ، بابا طالب اصفہانی ، علی سالار یزدی ، مرزا محمد معصوم ، (کاشی؟) ، مولانا فرح شوستری ، آقا شاپور ، سلطان محمد قطب المتخلص بہ ظل اللہ (ایک فارسی شعر) ، اسد بیگ ہروی ، عارف ، داعی ، شرف کاشی ، شریف آملی ، سعیدا ، مولانا محمد علی دانشی ، میر غوث کوثری ، مولانا خوفی ، خواجہ عبداللہ ، سید محمد نجفی ، خان خانان (فی مدح شیخ ابو الفضل) ، میرزا فصیحی ، جہانگیر بادشاہ (تین مصرعے) ، عزیران روح اللہ ، شیخ بہاء الحق (عربی اشعار ، شیخ عبدالسلام بغدادی ، عبدالواسع جبلی ، سید حسن غزنوی (فارسی رباعی) ، شفای ، ملک طیفور کاشی ، ملا سلطان علی مہدی ، فردوسی ، حکیم سوزنی ، فیاض ، جہانگیر بادشاہ (فارسی رباعی اور ایک شعر) ، میر محمد امین ، میر عبدالغنی تفرشی ، شیخ محمد مومن مخمور ، طالب کلیم ، میر بدیعی ہراتی ، مولانا جمی ، فضولی بغدادی ، میر حیدر معما ، میر جعفر کاشی ، میر رضی ، امام قلی بیگ وارستہ ، مولانا رفعی ، شیخ شاہ نظر ، ساحری گویا بادی ، مولانا محمد صوفی ، مولانا تجلی ، لاھجی ، عمعق بخاری ، شرف الدین شفردہ ،

شیخ عراقی همدانی، محمد یوسف ضابط، حکیم مقصود لاهجی، میر رضی آرتیمانی، ملا سمعی گرزانی، مرزا جمیل، مرزا خلیل، ملا رضای آرتیمانی، ملا امانی، میر منصور یزد جردی، شربتی کشمیری، محمد حسین شوری، مولانا زکی همدانی، محمد امین بهجتی، پسر مولانا زکی همدانی، مولانا محمد زمان، شیخ صغان یزدی، ملا زلالی خوانساری، فضل نیشاپوری، جمیل بیگ علوی، بصیرای خلخالی، سید نظام حصاری، مولانا هلاکی همدانی، امیر علی شیر، رونقی، میر عقیل همدانی، مقیمای طرشنی، میر سعدای اردستانی، ملک نصرت کرمانی، باقی نہاوندی، هلالی، کاظمای کاشی، حسن بیگ عجزی تبریزی، فیضی، علی بن الحسین مولانا (عربی اشعار) - محمد ابراهیم صفاهانی، ملا ملهمی، میر رفیع الدین، محمد طباطبای، میرزا رؤف بخاری، ملا دخلی، مولانا عرفی، میرزا نوری، شیخ سودان اصفهانی، صیرفی قمی، محرمی اردبیلی، سیرابی هندی، (ابو محمد سیرابی مولدش سیال کرٹ در عہد جہانگیر، گلشن همیشہ بہار، اخلاص، ص ۱۱۵) حسن علی، اثر، عبید زاکانی، انوری، وصالی، ملا علی رضائی، میرزا معز فطرت، شاہ خاشع، حسن کاشی، نظام (چرخیات نظام)، میرزا قاسم، ملا ظهیرا تفرشی، مرزا رفیع واعظ، یکتا (جہاں آشوب)، عصمت، سلیم، اثر، کمال، خالص، مہری، خاوری، انیسی شاملو، بہاءالدین آملی، محمد قلی سلیم، وغیرہ۔

ان شعرا میں ایسے بھی ایک بڑی تعداد میں ہیں جو اصلاً ایرانی ہیں اور مستقبل کی تلاش میں برصغیر پہنچے ہیں۔ تذکرہ شام غریباں مؤلف لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی اور تذکرہ همیشہ بہار مؤلفہ کشن چند اخلاص میں ان کا ذکر آتا ہے۔

(۴)

بیاض کا جامع اول تو میرزا محمد مقیم ھی ھے، (اور اسی لیے اس بیاض کو راقم نے میرزا محمد مقیم کے نام سے موسوم کیا ھے). اور وہ ۱۰۳۵ھ کے قریب کا ھے جیسا کہ اس کے ترقیمجات سے ظاھر ھے۔ دوسرے نمبر پر یہ بیاض میرزا محمد مقیم کے ایک متوسل کاتب کے تصرف میں رھی ھے۔ تیسرے نمبر پر یہ بیاض سب سے زیادہ ماجد تخلص کے ایک ایرانی الاصل شخص کے تصرف میں رھی ھے جو برصغیر کے بعض دوسرے مقامات کے علاوہ پشاور میں، پنجاب کے ایک محال "منکری" میں بھی رھا ھے۔ وہ بارھویں صدی ھجری کی تیس کی دھائی میں پشاور اور پنجاب میں رھا ھے۔ اس نے ایک خوشحال زندگی کی توقع میں ایران سے برصغیر کا رخ کیا تھا مگر ناکامی ھوئی۔ چنانچہ اس خوش خیالی کے ساتھ برصغیر آنے والے اس دور کے بہت سے ایرانی نو وارد کے حال یا بدحالی کا نقشہ کشی شعرا کے منظومات میں جو بحر طویل کے عنوان سے مندرج ھیں، ملتا ھے۔ اور اس نے اپنی منظومات میں بھی، جو کچھ اس پر گذرا ھے بیان کیا ھے۔ اس کے منظوم شخصی مشاھدات میں اس دور کے پنجاب کی معاشرتی تاریخ کی طرف بہت سے اشارات بھی ھیں۔ غرض کہ ماجد اور اس کا کلام جو بیشتر حاشیوں پر درج ھے، ایک تاریخی حوالہ بھی اپنے اندر رکھتا ھے۔

اب ذیل میں ماجد سے متعلق تفصیلات پیش کی جاتی ھیں:

ماجد، اس کا زمانہ اور کلام:

۱- صفحہ ۱۶۶ ح پر "المحررہ" کی صراحت کے ساتھ پانچ اشعار

کی ایک فارسی غزل درج ہے، جس کے مقطعے میں ماجد تخلص آتا ہے۔

۲- اس کے بعد "ولہ" کے عنوان سرخ سے ایک اور غزل ہے، اور اس میں بھی مقطعے میں یہی تخلص موجود ہے۔

۳- صفحات ۶۲۲، ۶۲۳ ح پر وہ اپنے بیٹے کے تولد کی تاریخ (همایون بخت = ۱۱۱۳ ھ) کے دو قطعات ان عنوانات کے تحت درج کرتا ہے۔ (الف) "تاریخ تولد برخوردار خواجہ محمد نعیم طول‌اللہ عمرہ بطریق طردالعکس"۔ (ب) "تاریخ تولد نورچشم محمد نعیم طال‌اللہ عمرہ"۔ ان تصریحات سے ماجد کے بیٹے کا نام اور سنہ پیدائش معلوم ہوجاتا ہے اور ماجد کا پورا نام خواجہ محمد ماجد قیاس کرنے کی ایک بنیاد بھی ملتی ہے۔

۴- صفحہ ۶۶۳ ح پر ماجد کا ایک اور قطعۂ تاریخ آتا ہے، جس کا عنوان یہ ہے "تاریخ داخل شدن بہیہ (بهیا) بهوپت رای بہ قصبہ سیالکوت" جس کے بیت تاریخ سے ایک کے فرق ساتھ ۱۱۲۷ھ یا ۱۱۲۸ھ مستخرج ہوتا ہے۔

۵- صفحہ ۶۶۴ ح پر ماجد کا ایک قطعہ بعنوان "در باب استعفا نیابت کچہری دیوانی، بہ خان والا شان خواجہ صادق خاں نگارش شد" آتا ہے۔ اس میں کوئی تاریخ تو نہیں، تاہم یہ کچھ نہ کچھ، ماجد کے حال زار پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور اس کے ایک مربی کا نام بھی معلوم ہوتا ہے۔

۶- صفحہ ۶۶۵ ح پر "ولہ در تاریخ عمارت شادمانخاں گفتہ شدہ" کے عنوان کے تحت ایک مدحیہ قطعۂ تاریخ عمارت کی شان میں ہے، جس سے سنہ ۱۱۲۷ھ بحساب جمل بھی نکلتا ہے۔ اور یہی

سنہ هندسوں میں بھی درج ہے۔ قطعے کے درمیانی ابیات میں کلمات نصیحت بھی آتے ھیں اور ظاہر کرتے ھیں کہ صاحب عمارت سے بھی کسی نہ کسی قسم کا شخصی تعلق تھا۔

۷۔ صفحہ ٦٦٦ ح پر "ولہ" کی صراحت کے ساتھ ۹۱ شعروں کی ایک نظم بصورت قصیدہ شروع ھوتی ہے جو صفحہ ٦٧١ ح پر آخر میں ماجد تخلص کی موجودگی کے ساتھ ختم ھوتی ہے۔ اس میں بہت سا احوال ماجد ملتا ہے۔ سفر در غربت کی طرف اشارے ھیں۔ بندر ھوگلی، کابل، دھلی، ملتان، آگرہ، شاھجہانپور، غزنیں، پشاور، جموں، لاھور یہ سب مقامات مثنوی میں آتے ھیں اور ان سب سے ماجد کا گذار ھوا ہے۔ یہ قصیدہ اس نے لاھور میں لکھا ہے۔ وہ اس میں شاہ خراسان کی منقبت بھی کرتا ہے۔ اپنا احوال بھی لاتا ہے اور وطن (ایران) واپس جانے کی تمنا بھی کرتا ہے۔ اور یہ بھی کہ اس کی عمر کے ٣٦ سال سفر میں گذرے ھیں۔

۸۔ صفحہ ٦٧١ ح پر معاصر تاریخی حالات پر مبنی ایک نثری تحریر بھی آتی ہے، جس میں شاہ عالم بہادر شاہ (اول) کی رحلت (در بیستم شہر محرم ١١٢٤ ھجری) کے بعد کا حال ہے اور تخت سلطنت کے حصول کی معرکہ آرائیوں کا اجمالی بیان آتا ہے۔ صفحہ ٦٧٥ ح پر یہ تحریر ختم ھوجاتی ہے۔

۹۔ "بحر طویل" سے ماجد کو خاص دلچسپی ہے۔ صفحہ ٦٧٨ ح پر عبدالوسع جبلی کا قصیدہ ہے جو صفی الدین حسن کی مدح میں بحر طویل میں ہے۔ ٦٨١ ح پر "اجابت سیالکوتی تخلص سویدا" کی بحر طویل شروع ھوتی ہے اور ٦٩١ ح پر تمام ھوتی ہے۔ ۲۔ اس سے قبل حافظ کی زمین میں ٦٩٣ ح پر اختیار سیالکوٹی کا ایک قطعہ بھی ہے جس میں پریشان حالی کا ذکر اور کسی مرزا سے خطاب ہے۔ پھر

صفحہ ۶۹۵ ح پر اختیار سیالکوٹی کی بحر طویل آتی ھے جو سویدا کے جواب میں ھے۔ ۶۹۹ ح پر قانع کی بحر طویل ھے جو صفحہ ۷۰۰ ح پر ناتمام رہ جاتی ھے۔ ایک بحر طویل صفحہ ۳۱۲ کے حاشیے پر ھے جس کا خاتمہ صفحہ ۳۱۵ ح پر ھوتا ھے۔ یہ ایک ایسے ایرانی کا ماجرا ھے جو بہتر مستقبل کی تلاش میں بڑی امیدیں لے کر اپنے وطن سے چلتا ھے۔ رفتہ رفتہ وہ امیدیں خاک میں ملتی جاتی ھیں۔ دھلی پہنچ کر تو درگت بنتی ھے۔ نظم بحر طویل فارسی میں ھے، لیکن درمیان میں جو مکالمے آتے ھیں اردو میں نظم کیے ھیں، جیسا کہ ناظم کو سننے کا اتفاق ھوا ھے۔ اور قدیم ولایتی اردو کا اچھا نمونہ ھیں۔ پھر صفحات ۳۶۰ ح تا ۳۶۳ ح پھر بھی ایک "بحر طویل" اسی نوعیت کی ھے اور اس میں بھی مکالمے ولایتی اردو میں ھیں۔ علاوہ اس کے، ایک "بحر طویل میرزا قاسم" بھی ھے جو صفحہ ۳۶۴ پر ملتی ھے۔

۱۰۔ ماجد نے خود بھی بحر طویل میں طبع آزمائی کی ھے جس میں شخصی حوالے ھیں یہ صفحہ ۲۷۲ پر یوں تمام ھوتی ھے:

"... صمدا کار کشایا احدا بندہ نوازا نہ پسندی کہ پس از طے شدن مرحلۂ شصت و سہ از عمر منی ماجد در لھو و لعب صرف کن لایق ... شوم آزردہ و خفت کشم و خوار شوم در خلق کزین شربت مرگ است مرا بھتر و این نیست گوارا۔ مم مم در محرم سنہ ۱۱۳۳ھ۔"

اس سے یہ بھی ظاھر ھوتا ھے کہ ۱۱۳۳ھ میں ماجد کی عمر ۶۳ سال تھی۔

۱۱۔ ماجد کی غزلیں بھی بیاض میں ملتی ھیں۔ چنانچہ صفحات ۶۶ ح (تاشیفتۂ رویتوشد ھوش نگاھم، ۵ شعر)، ایضاً (ھر کس

رخی ز عشق بتی زرد میکند، ۵ شعر) ایضاًچوں‌آں بت عیار پئے جلوه گری شد، ۲ شعر) ۸۰ ۔ (بسے داد محبت داده باشد، ۷ شعر بادل ما آزرو نمی خواهد، ۷ شعر)، ۱۲ ۔ (بسے در دوستی ها فرد باشد، ۷ شعر)، ۱۳ ۔ (گر تو در کوی رضا جا داری، ۷ شعر) ۱۹ ۔ (یا رب جگر سوختم وتف ... آهی، ۵ شعر)، ایضاً (قیامت جلوه ؛ وخم برسر جنگ است میدانم، ۷ شعر)، ۲۰ ۔ (اشک ما خونین دلان لخت جگر دارد یکف، ۹ شعر - یہ شاہ آزاد کی غزل کے جواب میں ھے جسے ماجد نے ۱۷ ۔ ح پر درج کیا ھے)، ایضاً (طوافم کعبہ دل بود شب جای کہ من بودم، ۵ شعر - اس سے ظاهر ھے کہ خسرو سے منسوب غزل کی یہ زمین بارھویں صدی هجری میں بھی مقبول تھی)، ایضاً (طلسم حیرت افسردگی دلی کہ ندارم، ۵ شعر) پر ماجد کی غزلیں آتی هیں، اور ان سب کے مقطعوں میں ماجد تخلص موجود ھے، نیز لمحرره ولہ کی تصریحات بھی آتی هیں، جن سے ثابت هوجاتا ھے کہ یہ اسی ماجد کا کلام ھے جس کے تصرف میں یہ قدیم بیاض آئی ھے۔

۱۲ - ماجد کا اور بھی کچھ کلام بیاض میں ھے جس کی تفصیل یہ ھے - (الف) بطرز ترجیع بند، جو ص ۱۰ ۔ ح پر یوں شروع هوتا ھے ع بہ ابراهیم و اسماعیل و یعقوب، اس میں حال غم ھے جو پانچ بندوں میں آیا ھے اور هر بند اس شعر پر رجوع کرتا ھے

تو رحمی بر دل پر خونم آور   وزیں گرداب غم بیرونم آور

یہ غالباً قید کے زمانے کا ھے جب کہ ماجد پنجاب کے محال منکری میں تین قبیلوں سلہریہ، ملنہاس (منہاس؟) اور گوجر کے هاتھوں ایذا

جاتا ھے اور قید ھوتا ھے ماجد نے اس "مذمت نامے" میں یہ بھی بتایا ھے کہ پنجاب کے اس علاقے میں دختر کشی کا رواج ھے، اسی طرح بعض دوسری برائیاں بھی بہت پھیلی ھوئی ھیں (ب) قطعہ "تاریخ رفتن خانزاد خاں بکابل" جس میں پاشہ منافق یعنی ق = ۱۰۰ کے تخرجے کے ساتھ "انا فتحنا تا مبینا"۔ یعنی انا فتحنا لک فتحم مبینا = ۱۲۳۲ سے خانزاد خاں کے کابل کی مہم پر جانے کی تاریخ ۱۱۳۲ھ نکالی گئی ھے۔ قیاساً ماجد بھی اس مہم میں ساتھ معلوم ھوتا ھے۔ (ج) ایک اور قطعہ "تاریخ فتح جکدلک کہ خانزاد خاں کرامت شد" صفحہ ۲۶ ب ح پر آتا ھے اور ۲۹ ۔ ح ختم ھوتا ھے۔ اس میں "بفغان" سے تاریخ فتح ۱۱۳۳ھ نکالی گئی ھے۔ (د) صفحہ ۱۸ ب پر "لمحررہ" کی صراحت اور ماجد تخلص کی موجودگی کے ساتھ پانچ بندوں ایک مخمس آتا ھے جو یوں شروع ھوتا ھے ع ای در طلب سر و قدی روی چو ماھی (۲۲)۔

۱۳ - صفحہ ۲۲ ب ح پر ایک رقعہ بعنوان "رقعہ کہ بقاضی سیالکوت در طلب عصا نوشتہ شدہ" آتا ھے۔ یہ بھی ماجد ھی کا معلوم ھوتا ھے۔ اور یہ ظاھر کر رھا ھے کہ رقعہ ماجد کی ضعیفی کے زمانے کا ھے جیسا کہ اس فقرے میں آتا ھے : "پشت مانند کمان خمیدۂ ایں احقر . . . . شکست و ایں خمیازہ کش آرزوی جوانی بیدست وپا نشست"۔

۱۴ - صفحہ ۲۹ ب ح پر خانزاد خاں کے صحت پانے کی خوشی میں ایک غیر منقوط نثری تحریر آتی ھے۔ یہ بھی ماجد ھی کی ھوگی۔ درمیان سے اس کا ایک فقرہ درج کیا جاتا ھے : " . . . . للہ الحمد کہ در وسط ماہ صوم الم کسل را دور کرد و مردم معسکر و ملک محروسہ و رؤساء کوھسار و سرحد کلھم را مراد دل حاصل آمد . . . ."

۱۵۔ اسی طرح صفحہ ۵۹۲ ح تا ۹۹۹ تک بھی کئی بے نقط تحریریں آتی ھیں جن میں سے دو کے عنوانات سرخ یہ ھیں: (الف) "روداد احوال از رفتن لاھور بکابل و باز آمدن بے نقط"۔ (ب) "رقعہ کہ از خوشاب بخواجہ صاحب مہربان بخواجہ محمد نیاز نوشتہ شدہ"۔

۱۶۔ ماجد کے دور کی چند مزید مورخ تحریریں بھی ملتی ھیں۔ چنانچہ صفحہ ۷۲۸ م پر فضولی کے رسالے "صحت و مرض" کا ترقیمہ یوں آتا ھے۔ "تمت رسالہ صحت و مرض استاد محقق مدقق فضولی بتاریخ ۱۷ شوال ۱۱۲۳ھ"۔ پھر صفحہ ۷۵۱ م پر ایک نقل درج ھے جس کے آخر میں یہ ترقیمہ ھے: "مم مم در سیالکوٹ ۱۱۲۸ ھجری"۔

۱۷۔ صفحات ۸۲۷، ۸۲۸ پر بکثرت مادہ ھائے تاریخی درج ھیں، جن میں متاخر تاریخیں ۱۱۱۹ھ، ۱۱۲۱ھ، ۱۱۲۳ھ ھیں جو ظاھر کرتی ھیں کہ یہ بھی ماجد کے دور کی تاریخیں ھیں۔ یہ عمدہ اطلاعات فراھم کرتی ھیں اور افراد و واقعات پر ناظمین کے ردعمل کی عکاسی بھی کرتی ھیں۔ چنانچہ انھیں ذیل میں درج کیا جاتا ھے:

* فوت بہادر شاہ:

چوں شاہ بہادر ز جہاں چشم طمع دوخت
گریاں شدہ گفتند کہ ای وای طلب سوخت = ۱۱۲۳۔

* فوت امیر خاں: رفت از دنیا امیر عادل = ۱۱۱۹
* جلوس شاہ عالم: اللہ با معظم
* شہ بے خبر: ۱۱۱۹ھ
* تاریخ تولد پادشاہ زادہ محمد عظیم: ھوالغالب = ۱۰۷۵
* تاریخ شہادت محمد اعظم شاہ:

شہزادۂ دیوانہ وشے اژدر دم حقا کہ نبود، ھیچ از رستم کم
دیدند سر و پاش جدا گشتہ زھم گفتند ھمہ وای محمد اعظم

* فوت اکبر پادشاه : رفت از دین محمد بے نصیب (= ۱۰۰۸ھ)
* تاریخ داراب خاں :

داراب خاں بعالم مستی درآب شد
تاریخ فوت اوست کہ رستم کباب شد = ۱۰۲۹ھ

* فوت مہابت خاں : زمانہ آرام گرفت (= ۱۰۳۵ھ)
* فوت آصف خاں : صد حیف ز فوت خاں اصف
* وفات ذوالفقار خاں : گفت ابراهیم اسماعیل را فرماں نمود
* آمدن بہادر شاہ بکابل : غافل (= ۱۱۱۱ھ)
* جلوس شاہ جہاں : نداداد ھاتف کہ کشور ستانی
* جلوس جہانگیر : ظل اللہ گفت الحق ایں را حق گفت
* فتح همایوں کہ هندوستان را گرفت : تاریخ ز شمشیر همایوں طلبید
* تاریخ وزارت ذوالفقار خاں : دشمن خلق = ۱۱۲۴
: تف بریش ایں دیوان ۱۱۲۴
* نجیب از طبع خورم گفت عالمگیر تاریخے
باقبال همایوں اکبر از هندوستان آمد
* کاتبی : نماند کاتبی و ماند ذکر او بجهاں
* عزل اسلم خاں از وزارت بہادر شاہ :

نطفۂ احتلام دیو رجیم میر اسلم کہ هست شخص لئیم
سال تاریخ عزل او گفتم پشمی از خایۂ خرما کم

* خانخاناں شد وزیر پادشاہ طرفہ مجہول . . . بے خرد
سال تاریخش دبیر روزگار زد رقم کودن وزیر بے تعبر ۱۱۱۹
* تاریخ فوت ناصر خاں :
ز فیض نام او گردید صالح ز ہے تاریخ ناصر خاں صالح ۱۱۲۱
* تاریخ نواب زین العابدین خاں : گفتا بسوی خلد چہ شادی کناں کہ رفت ۱۱۱۴

* تاریخ هائے وفات : خواجہ عبداللہ انصار :

ز چار حرف وفات از تو شش برون آری
وفات پیر هرات است شیخ انصاری

خواجہ احمد یسوی : سرور اولیا : ۵۱۴

نجم‌الدین کبریٰ : شاه شهدا ۶۱۶

خواجہ عبدالخالق غجدوانی : کن توجہ بخواجہ تاباہی

شیخ بهاوالدین ذکریا (کذا): حامی اهل شرع ۶۶۵

خواجہ محمد پارسا : فصل خطابے (۸۲۲)

خواجہ ابو نصر پارسا : سر خدا ۸۶۴

سید نعمت‌اللہ : گفت نعمت نماند در دنیا

خواجہ حسن : مدار جہان رفت (۹۸۵)

خواجہ محمد یحیٰ : نہ را برقم دوباره نویس (۹۹۰)

درویش بہرام سقا : درویش ما بہرام سقا ۹۷۰

ملا شهاب معمایی : آه آه از فوت مولانا شهاب

خواجہ آصفی : پیمود ره بقا بکام بفتاد ۹۲۳

ملا هلالی : سیف‌اللہ کشت ۹۳۹

حکیم سنای غزنوی : ز غوث جوی تاریخ وفات (؟) ۵۲۹

شیخ فریدالدین عطار : راه فقر ۵۸۶

امیر خسرو : عدیم المثل ۷۲۵

کمال خجند : طیب‌اللہ ثراه ۷۹۳

شاه قاسم انوار : عین بهشت ۸۳۷

عصمت بخاری : ہر سند ز تو بگو کہ تمت ۸۴۰

شیخ آذری : خسرو ۸۹۶

مولوی جامی : ومن دخل کان آمنا ۸۹۸

عبدالله مروارید : قدوه اهل کمال رفت ۹۲۲

ملا میرحسین : عقل را دید خرابی سروپا ۹۳۰

ملا . . . : آه از خون ناحق من آه ۹۲۰

هاتفی : شه شاعران ۹۲۷

قاسم کاهی : خوش طبع (۹۸۷)

شیخ فیضی : حیف فیضی آه ۱۰۰۳

ابوالفضل : روز جمعه رفت

ناصر خسرو : ۴۳۱

انوری : ۵۴۹

سلمان ساوجی : ۷۶۹

ملا کاتبی : ۸۳۹

امیر شاهی : ۸۵۹

مولانا سحابی : ۱۰۰۳ (براؤن : ۱۰۱۰)

وحشی : بلبل گلزار . . . بسته لب

سرمد : ۱۰۷۱

فانی : ۱۰۸۱

هندی : ۱۰۷۳

غنی : ۱۰۷

ماهر : ۱۰۸۱

فطرت : ۱۰۱۱

حافظ رخنه : رخنه در باغ شد و آب نماند

ابوعلی سینا : حجة الحق ابو علی سینا

در شجع آمد از عدم بوجود

درشفا کرد کسب جملہ علوم　　در ... کرد ار ... پدرود؟

امام ابو حنیفہ :

سال هفتاد ابو حنیفہ بزاد　　در...........

مولا ...... :

بر سر قبر مفخر تبریز　　رفتم و خیر مرقده گفتم

بہر تاریخ فوت او آندم　　نور الله مرقده گفتم

شیخ سعدی :

همان .... روح پاک شیخ سعدی
چو در دریای رحمت گشت غواص
یکے پرسید سال فوت گفتم
ز خاصان بود شد تاریخ او خاص

میر علی شیر :

میر خورشید صفت میر علی شیر کہ او
رخت بر بست ازیں .... اویہ پُر محنت
سال تاریخ وی از منزل او پرسیدم
آمد آواز ز فردوس کہ جنت جنت

خواجہ حافظ :

چراغ اهل معنی خواجہ حافظ
کہ شمعی بود از نور تجلی
چو در خاک مصلّئے گشت مدفون
بجو تاریخش ....

(مزید تاریخیں ورق کی شکستگی کے سبب سے پڑھنے میں نہیں آتیں)

(۵)

ایک اور شخصیت جس کے کچھ اندراجات اس بیاض کے آخری

حصے میں ملتے ھیں دلشاد پسروری کی ھے جس کے تصرف میں یہ بیاض بعد کے کسی دور میں رھی ھے۔ چنانچہ ایک مثنوی بعنوان "مثنوی دیر تماشا تصنیف دلشاد پسروری" اور چند دیگر ابیات کے علاوہ، پندرہ اشعار کی ایک عرض منظوم "لمحررہ" کی صراحت کے ساتھ ص ۸۱۳ پر آتی ھے جو یوں شروع ھوتی ھے:

زھد رفت بیداد حضرت سلامت دل آمد بفریاد حضرت سلامت

اور صفحہ ۸۱۴ پر یوں ختم ھوتی ھے:

گنہ گار سرکار عالی کہ گویند ھمین است دلشاد حضرت سلامت

مثنوی دیر تماشا اس دور کے پنجاب کا کچھ حال پیش کرتی ھے۔ ناظم (دلشاد) نارووال سے کئی مقامات چک، سلطان گڑھ، گورچک، مزار پیر مٹھا، سوھی، لاھور، فتح گڑھ، ڈیک، تال چک رام تیرتھ، انبرسر (امرت سر) کے سیر و سفر کو نکلتا ھے اور احوال نظم کرتا جاتا ھے۔ یہ فارسی مثنوی ص ۷۸۴ پر شروع ھوتی ھے اور ص ۷۸۸ پر چک انبرسر کی "سکھنیان ماہ پارہ" کے ذکر پر ناتمام رہ جاتی ھے۔

(٦)

متفرقات:

۱۔ صفحہ ۳۷۷ع پر علی ابن الحسین الواعظ الکاشفی کی ایک تحریر منقول ھے جس سے ظاھر ھوتا ھے کہ سنہ ... میں تحول روزگار اور تقلب لیل و نہار کے سبب سے ھرات اور جبل غیر جستان عبور کرکے وہ امیر سلطان محمد کی ملازمت میں پہنچا۔ وھاں امیر کے ملاحظے کے لیے "لطائف ارباب فضل" جو پہلے ھی جمع کر لیے تھے، پیش کیے۔

۲۔ صفحات ۷۵۴م، تا ۷۵۸م طبی نسخہ جات آتے ھیں اور ان

میں کہ تین کے عنوانات میں نواب مبارزالملک، تقرب خاں، اور "میر عمادالدین محمد سلم‌اللہ" کے نام آتے ہیں۔

۳ ۔ ۷۵۸ م پر ایک نقش آتا ہے جو شیخ بہاءالدین سے منقول ہے۔ یہ وہی شخصیت ہوگی جس کا ذکر مقیم نے اپنے مرشد کی حیثیت سے کیا ہے۔

۴ ۔ ۷۷۵ م پر کوہاٹ کی ہجو میں ایک نظم آتی ہے، اس عنوان کے ساتھ: "من خیالات عبدالغفور الحسنی الشروانی ساکن استرغم کہ ز ہجو غلام سیاہ و ملای کور کہ در کوہات بسر رفت اینہا افتادہ و در باراں رسید و اینہا سلوک نکردہ اند بنا بران عرضداشت بخدمت خان عالی شان فاخر خان نمودہ و حقیقت رفتگی کوتوال و امین را نوشتہ دو ہزار بیت نظم و نثر لطیف کہ دشنام ارزی مطلق دران نیست ارسال داشتہ۔"

۵ ۔ صفحہ ۸۳۳ سے صفحہ ۸۵۴ تک محمد قلی سلیم (م ۱۰۵۷ھ) کی مثنوی "در وصف جنگ اسلام خاں" آتی ہے۔ اس کی بہاریہ تمہید ہے، پھر اہل کوچ کی بغاوت اور اہل آسام سے مدد کے طلب گار ہونے کا بیان ہے۔ باغیوں کی سرکوبی کے لیے فوج روانہ ہوتی ہے اور اس میں دریائی فوج بھی شامل ہے۔ برسات کا موسم مشکلات پیدا کرتا ہے۔ فوج ایک سال اسی جگہ رہتی ہے۔ پھر جنگ ہوتی ہے جس میں دشمن کو ہزیمت ہوتی ہے۔ وہ جنگ کی نقشہ کشی میں شاعرانہ کمال دکھاتا ہے۔ اسی طرح جنگل کے بیان میں، جہاں شاعر بیڑہ پان، صندل، عود، آبنوس، درخت جوز ہندی، نخل کیلہ، انبہ، کتھل کا ذکر اشعار میں لاتا ہے اور ان کی رعایت سے مضمون پیدا کرتا ہے۔ آخر میں اخلاقی مضامین، نوید فتح، مدح اسلام خاں اور دعا پر یہ عمدہ مثنوی تمام ہوجاتی ہے۔ اسلام خاں مشہدی

آٹھویں سال جلوس شاھجہانی میں ناظم بنگالہ مقرر ھوا تھا۔ گیارھویں سال جلوس شاھجہانی میں یہ واقعہ ھوا۔

٦ - اردو کلام: (الف) صفحہ ۳۱۲ ح پر شروع ھونے والی ایک فارسی "بحر طویل" کے درمیان ولایتی اردو کے مکالمے آتے ھیں، جو یہ ھیں:

"ھمہ جا بادل غمناک بدھلی چو رسیدم بسر کوچہ و بازار ھمی گشتم و ناگہ بدر صاحب دولت گذر افتاد نگہ کرد و بگفتا کہ مغل تم کیوں آیا ھے کیا کام تمارا۔ م (میں) کہا نواب سلامت میرے پاس یک گورہ (گھوڑا) ھے۔ گفت کہ یک اسپہ کرونگا تو چلو چہرہ لکو (لکھو) ھم کہا واہ و آہ سرفراز کیا ذوق کرونگا تو سلامت رھو نواب سلامت مرا یہہ باد (بات) سونا (سنا) غصہ ھوا باپ موا گالی دیا اپنہ (اپنا) محل جا کہ (جاکے) سوا پہر اوتا (اٹھا) تک (ٹک) بنگ پیا یک دو چپاتی کایا (کھایا) خوش ھسنا (ھنسنے) لگا کہنہ (کہنے) لگا بچرا (بچڑا) مغل تک (ٹک) اگو (آگے) آؤ بات سنو سیدہ (سیدھا) کہو ھم بورہ (برا) ھے۔ تیرا پاس یک گورہ (گھوڑا) ھے تیس روپیہ کوچ (کچھ) تورا (تھوڑا) ھے تم جانو چاکر ھوگا کچہ (کچھ) پاوگا۔ پچھتاوگا روتی (روٹی) نہ پتر (پھتر) کاوگا (کھاوگے) بات نکر چپ کرو تسلیم کرو میر.... و چلہ جلا جا بلخ و بخارا۔"

(ب) صفحہ ۳٦۰ ح پر ایک اور فارسی بحر طویل شروع ھوتی ھے جو صفحہ ۳٦۳ ح پر ختم ھوتی ھے۔ اسکے خاتمے پر بھی ولایتی اردو آتی ھے جو یہ ھے:

"یاد روزی کہ دو روزہ طلب پاجی بد اصل شود باز بگوید برفیقاں

خودش هاں چلو قاضی کے دیرہ (ڈیرے) جاوے اعلام لکھ آوے (لکھاوے) مغل خچرہ کوں بنداوے (بندھاوے) حق اپنا تہرت (ترت) منگاوے کہتی (کتی، کتنی) ایک دکھ (دھکا) گلاوے (لگاوے) ایک ہوری (؟) چکاوے مغل (کو) انکھیاں گلاوے (دکھاوے) مغلی ایس کون رافضی کہہ کہ (کے) پکارے مغل کے موندی کہتاوے (کٹاوے) اپنا جمو تندا (ٹھنڈا) کراوے اور ان پہ نقش بنداوے (بندھاوے) خدا کے . . . تو دکھو (دیکھو) یہہ مووہ (موا) چاہے چور کہے حق ہمارا۔ خرم آندم کہ روی خانۂ ہندو و مہاجن زہۓ خواهش قرض و . . . اعزاز تواضع . . . تسلیم بجا آری و گویی کہ ... ہمارے پاس نہی (نہیں) خرچی و گورہ (گھوڑا)... بیدانہ ہم پر ہوا ہے ناقہ و تمکو دیونگی (دیوین گے) سود ہم (ہمیں) خرچی عنایت کرو تمکون ثواب ہے لوگ ہمارے . . . میں کافر و زندیق جوابت دهد کہ چہل بوچہرہ (جل بچڑا مغل) پیسہ کہا (کہاں) ہے تو (دیوانہ) ہوا ہے سود کہا وے سکے گا بک بک بکجک (جھک جھک) نکرو اپنہ (اپنا) دیرہ (ڈیرہ) چورو (چھوڑو) ناحق پہرہ (پھیرا) کیا تم ہمارے بہروۂ خجرہ (بھڑوہ و خچرہ) چلہ جاو (چلے جاؤ) . . . "

(ج) صفحہ ۳۱۸ پر باقی نہاوندی (م ۱۰۳۲ ھ) کے ایک فارسی قطعے میں ریختہ بطور نقل قول آتا ہے۔ قطعہ یوں شروع ہوتا ہے :

کلاونت بچۂ در اکبرآباد کہ بود اندر نزاکت پادشاہے

ریختے کے اشعار بر بنائے کثافت ترک کیے جاتے ہیں۔

(د) صفحہ ۸۲۲م پر ناظم کی صراحت کے بغیر یہ اردو کلام آتا ہے :

دل و جاں اس لتک اوپر فدا ہے
ستمگر بیوفا یہ کون ادا ہے
چلے پھر (پر) دیس کون یہہ داغ لے کر
پیارے ہم اتیتاں کی دعا ہے
بمسکیں دل بدہ دیدار کی بھیک
نمانا ہے گدا ہے بے نوا ہے
ترا ای مہربانیہای بسیار
نمانو رام کے سہ (سے) کچھہ دغا ہے
مرا (مجھے) جب لے چلے بن سکھہ دکھائے
ستم ہے ظلم ہے جور و جفا ہے
چہ غم گر یار آپے ہے جفا پھر (پر)
(جفا سے) تم ندر (تو نہ ڈر) تیرا خدا ہے

بت من چابک و نازک ادا ہے
نگاهش آفت و خنده بلا ہے
(چو) دایم بر درت گو یم باواز
ارے (اوپر) کرم دلبر کہا (کہاں) ہے
لب معشوق بر دشنام راند
(مگر تو) کچھہ نکہہ اوسکہ (اس کی) رضا ہے

سو کہہ چین کے مندل میں سب جا کہے پکارا
دل می رود ز دستم صاحب دلاں خدارا
ای مرگ تو ک (ٹک) اماں دہ دل کی مراد یوں ہے
باشد کہ باز بینم آن یار آشنارا

اس بزم کے جشن میں یوں کہر (کر) کہیں ہے (ہیں) عاشق
هات الصبوح هیو یا ایها السکارا

دو دین (دن) کی زندگانی مت کہر (کر) جفا کسی سوں
نیکی بجاے یاراں فرصت شمار یارا

روز ازل سوں سب کوں رسوا کیا ہے دل نے
گر تو نمی پسندی تغیر کن قضارا

مدت ہوئی ہے سکتا (سکتہ) تج یاد سے (میں) کہرا (کھڑا) ہوں
روزے تفقدے کن درویش بے‌نوا را

انکھیاں ہیں جہر (جھڑ) لگایے رسوا کہریں (کریں) گی آخر
دردا کہ راز پنہاں خواهد شد آشکارا

توں کیوں کہری (کرے) نہ دل کوں آیینۂ سکندر
تا بر تو عرضہ دارد احوال ملک دارا

صوفی نے جب ترے لب پون (کوں) دیکہہ کر کہا ہے
اسحالنا و اهلی من قبلت العذارا

دل کوں کیا ہے پانی لو هو لو هو کیا ہے
دلبر کہ در کف او موم است سنگ خارا

جن مد پیا پرم (پریم) کا فارغ ہے نیک و بدسوں
ساقی بدہ بشارت پیران پارسا را

اکثر گنہ کیں ہے (ہیں) اب گر هواں ہے تایب
ای شیخ پاکدامن معذور دار مارا

دنیا کی فکر مت کر کہتا ہے خواجہ حافظ
کین کیمیاے هستی قاروں کند گدارا

صفحہ ۸۳۰ م پر بھی ایک ریختہ آتا ہے، جو یہ ہے:

روزے کہ علی دست بشمشیر کرے گا
سیمرغ ازان زلزلہ درقاف دریگا (ڈرے گا)
ہر کس کہ ندا نست علی را بدل و جان
آن تیغ دوسر برسرش از قہر دھریگا(دھرے گا)
چوں خضر ہر آنکس کہ مے از ساغر او خورد
ماحیست و دلِ زندہ کہ ہرگز نمریگا(نمرے گا)
وانکس کہ بہشت از کف جان دامن پاکش
در آتش دوزخ چو خس و خار جریگا (جلے گا)
وانکس کہ تہی شد ز خود امروز بمہرش
فردا حقش از معرفت خویش بھریگا (بھرے گا)
(غواص کہ) شد غرقۂ دریائے محبت
(یک روز) بکف گوہر مقصود تریگا (؟)
غرقست نظر گرچہ بعصیان و امیدت
انیست کہ ایزد معلیا (کذا) عفو کریگا

(ضمائم)

ضمیمۂ اول: قصیدۂ ماجد در احوال خود و منقبت شاہ خراسان

داورا چند پریشان باشم ہمدم محنت دوران باشم
تو غنی و من عاجز ہمہ عمر از چہ محتاج لئیمان باشم
تو حکیم و من بیمار ضعیف کو بکو بہر طبیبان باشم
تو عزیز و منی سودا زدہ خوار در بدر بر درِ دونان باشم
چند در ہند سیہ بختی ہا بسرِ ذلت عصیان باشم

چند از فکر تاهل گذرد — تا بکی بی سر و سامان باشم
چند در کشتی و راهِ دریا — همدم آفت طوفان باشم
چند در هند شوم در هوگلی — چند در کابلِ ویران باشم
چند در کام نهنگ تقدیر — با قضا دست و گریبان باشم
چند (در) دهلی بدم کامِ روا — چند در صوبهٔ ملتان باشم
چند در پهره زنم کوس جلال — چند در اگره بزندان باشم
چند در شاهجهان پورِ خراب — روز و شب همدم افغان باشم
چند در . . ره غزنین هم شب — . . . . لرزان باشم
چند سوزم ز حرارت هم روز — در پشاور عرق افشان باشم
گاه خلقم گزد و گه کثر دم — . . . .
. . . . ل جمون — . . . . بپایان باشم
چند در آرزوی منصب و جاه — بر درِ خسروِ خاقان باشم
تا بکی تابعِ دیو خواهش — شده، هم صحبتِ دیوان باشم
چند در خواهش در ساهِ رسم — بهر مجرا بدرِ خان باشم
چند در خانهٔ ارباب دول — سایل اذن ز دربان باشم
چند چون یوسف گم کرده پدر — طفل سیلی خورِ اخوان باشم
چند در فکر لباس دیبا — از خودی عاری و عریان باشم
چند در خونِ جگر غوطه زنم — چند ممنون خسیسان باشم
چند ناکام ز لذاتِ جهان — گام زن در رهِ حرمان باشم
چند در آرزوی وصلِ بتان — هم دم با غمِ هجران باشم
چند در پرگنه های لاهور — پیِ منصوبه . . . ن باشم
چند از غصهٔ این پاجی ها — خون دل از مژه ریزان باشم
تابکی صبح نشاطم ندمد — توام شام غریبان باشم
تابکی مضطرب و سرگردان — همچو گو در خم چوگان باشم

تابکے عمر بغفلت گذرد ۔ بہ کہ از کردہ پشیمان باشم
تابکے وسوسۂ نفس لیئم ۔ کہ جز این بندہ ام و آن باشم
تابکے از پیۓ بیہودہ روم ۔ تابع خواهش شیطان باشم
تابکے از رہ دین داریہا ۔ سرگران گرفتہ گریزان باشم
عمر بیہودہ بلاهور گذشت[۱] ۔ همتی دہ کہ در ایران باشم
تو کریمی نہ پسندی کہ چنیں ۔ خوار و سرگشتہ و حیران باشم
دارم امید کہ از لطف و کرم ۔ تو نخواهی کہ ... باشم
پیری و مفلسی و فکر معاش ۔ دل غمیں دیدۂ گریاں باشم
دم آبے و لب نانے دہ ۔ تا ز غم فارغ و شاداں باشم
سببے ساز کزیں ملکِ خراب ۔ بروم همدمِ یاران باشم
رَوَم از صحبت ایں نا جنساں ۔ مجتنب ز آفت ماراں باشم
الفت و مہر و وفا چون عنقاست ۔ در پس چند پریشاں باشم
نیست شفقت پدراں را بہ پسر ۔ متوقع چہ ز خویشاں باشم
جنسِ ارزانِ مرا کس نخرد ۔ باید از شید فروشاں باشم
من نہ آنم کہ ز من ایں آید ۔ این نیاید ز من و آن باشم
یادِ اربابِ وفایم ہمہ عمر ۔ دارم امید گر ایشاں باشم
حق احسان کسے کم نکنم ۔ بندۂ ذرۂ احسان باشم
سی و شش سال مسافر بودم[۲] ۔ تا کے از خانہ بدوشان باشم

۱- قصیدہ کہتے وقت ماجد لاهور میں ہوگا۔

۲- ایک بحر طویل کے ترقیمے سے جو آچکا ہے، ظاهر ہے کہ ۱۱۳۳ھ میں ماجد کی عمر ۶۳ سال تھی۔ قصیدہ کا زمانہ بھی اس کے قریب ھی قیاس کیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ ۲۵، ۲۶ سال کی عمر میں، ۱۰۹۶ھ کے لگ بھگ اس نے اپنے وطن ایران کو چھوڑا ہوگا۔

یاری از بخت ندیدم هرگز تا کے از جور خروشان باشم
نقدِ عمرم همگی بیهده رفت تا کے از نسیہ فروشان باشم
با دد و دیو سروکار من است همتے بخش کہ انسان باشم
مدتے بیهده گردی کردم چندے از گوشہ نشینان باشم

بنشینم بدلِ خوش چندے زایرِ شاه خراسان باشم
سروری کز شرفِ خاکِ درش سرمۂ دیدۂ ایمان باشم
بادشاهے کہ ز جاروب کشش بهتر از قیصر و خاقان باشم
حاکمے کز ره فرمان بریش مالکِ ملکِ سلیمان باشم
صاحبے کز نظر مرحمتش ثانیٔ بوذر و سلمان باشم
ناصرے کز مددِ همتِ او فارغ از منتِ دونان باشم
پیشوای کہ من از پے رویش مالک حور و غلمان باشم
از غم دینی و عقبی گذرم سگ او باشم و سلطان باشم
کام بخشے کہ ز بحر جودش تر کنم لب گهر افشان باشم
داد رس داد دهی کز و صفش دارم امید کہ حسان باشم
جبہ بر خاک درش چون سایم رشک فرمای بر ضوان باشم
آستانبوسیٔ درگاهش را کنم و حافظ قرآن باشم
بضریحش چو رسد... مرا فارغ از آتش سوزان باشم
صحنِ جنت رودم از خاطر چون دران روضہ خرامان باشم
بادشاهی بجوین بفروشم گر درانجا ز گدایان باشم
متوسل بجنابش چو شوم غنی از خواهش دوران باشم
از خیابان بهشتم چہ... چو خرامان بخیابان باشم
لطف سازی و من از مرحمتت بادل خرم و خندان باشم
در نجف شاد زیم روزی چند خاک راه شہ مردان باشم

در بقیع آیم و بر خاک آفتم زایرِ جملہ امامان باشم
در رہ کرب بلا رابعہ سان بیخود و بیہش و غلطان باشم
بسلامت ز سفر بر گردم بر خود از لطفِ تو نازان باشم
در وطن رحل ۱ اقامت و رزم داخل خادم و دربان باشم
گاہ در مدرسہ گہ در مسجد گہ مجاور بہ شبستان باشم
روضہ ات بینم و از غایتِ شوق ہمچو خورشید درخشان باشم
گاہ در قہوہ گہی در گلشن نزد یارانِ سخندان باشم
(گہ کنم) وردِ زبان حمد و ثناش نہ کہ از بیہدہ گویان باشم
گاہ در مجلس ارباب وفا ہمدم لالہ عذاران باشم
گاہ در مجلس رندانِ ظریف بزم آرای حریفان باشم
دامن از خار ہوس بر چینم ہم نشین با گل و ریحان باشم
آبرویاب ام از خاکِ درش تا درین خطۂ امکان باشم
داورا داد دہا پادشہا نگذاری کہ پریشان باشم
دارم امید کہ عرضِ منِ زار (تارسی) من بفروشان باشم
ورنہ با کثرت عصیان کہ مراست بہ یقین لایق تیران باشم
نگذاری کہ بمیرم در ہند نکہ از خاک خراسان باشم۲
ماجد بیدل و دینم شاہا تا بکے زار و پریشان باشم
مسکنم ساز بمشہد چندے تا من از کردہ پشیمان باشم
چو رسد وعدۂ مرگِ موعود ہمدمِ رحمت و غفران باشم
(ص ٦٦٦ح تا ص ٦٧١ح)

۱۔ تصحیح ماجد: باز (بجاے رحل)۔
۲۔ اشعار اشارہ کرتے ہیں کہ ماجد خراسانی (مشہدی) ہے۔

ضمیمهٔ دوم: بحر طویل مشتملبر بر حال پریشان ایرانیان در هند -

ابتدا می کنم این نامهٔ پر درد بنام ملک قادر و قیوم خداوند کریمی که همه حورو طیور و دد و دیو سمک و ببر و پلنگ و ملخ و شیر ژیان و ملک و آدم و جن و پری و گبر و مسلمان و دگر منعم .... ادراک رموز و حرکات و سکنات و ردش رزق و معاشات و سلوک سبق علم معانی ملکا کار کشایا بمن خستهٔ رنجور بحق شرف خاک ره سید کونین رسول مدنی قرشی سبب خلقت افلاک و نزول رقم آیه لولاک تر حم بنما و قلم عفو بروی ورق دفتر عصیان بکش ای مالک گنجینهٔ رحمت بنما شاهره سلسلهٔ آل عبا را

چکنم با که توان گفت که عمریست درین دیر کهن مختصر و شرح کلام و غم و درد و الم سینه تجرید بخویست مطول که ز قانون شفایش گذرانست به تفسیر و احادیث و بتقریر اشارات رقوم و بحساب روش و شیوه ادراک تصور نه توان کرد که از هیات (هیئت) اشکال و کمالات عقول عشره سرمد بر آورده بهرحال همین شرح قدیمست بروی ورق حاشیه دهر که اوقات مکن صرف چو تدبیر نباشد ز تو تقدیر قضا را

ازین پرده عشاق کش نغمه نواز فلک شعبده‌باز گذر دهر و مقامات مخالف که هم راست نپرداخته در قصد من خسته زارند که از جور و جفا و ستم انداخته سوی عرب و روم و عراق عجم و شهر صفاهان و نشا بور و خراسان ز سردایره صحبت گبران و رزیلان جهان میخورم این سیلیٔ خواری و چو مضراب غم دیر کهن می کنم این ناله و فریاد و چونی (چنین) آه ز هر چاک گریبان بسرو سینهٔ بریان و

کباب و چو صراحی هم دم بادل پر خون گهی راست گهی خم شده درپیش سر از روی تواضع بره میر و گدا را

حیف در حیف کہ یاران سخندان غزل خوان سخن سنج گہر گنج چو فردوسی و خاقانی و عرفی و نظامی و دگر حافظ شیرازی و سعدی و چون ملا دهم آن عنصری و هرسہ کمال و پس ازان انوری و خسرو و جامی و فلاطون و ارسطو و ابو نصر و دگر بوعلی دهر و حکیمان قدیمی کہ نگنجد بقیاسات حسابی هم رفتند و نمانده است کسے کو کند ادراک کہ این قوم چہ کردند و چہ سان پیش نهادند سلوک روش سیرۂ خدا را

مولد از مسکن خاقانی فردوس وطن بلبل گویائی گل و گلشن گفتار سخن بود چہ منزل کہ بہ تشبیہ بهشت است . . . نقص کہ هر جا چمن است و سمن و سوسن و سنبل بهم آغشتہ گل و مل لب جوی لو سر پل چهچهہ پر نغمہ بلبل هم جا غلغل مینای صراحی بکف لالہ . . . انگور دو سالہ خم ابروی سہ خانی هم جا چشمہ درود است سرود است پر از کشتہ وعود است عطا و کرم و بخشش وجود است سر کوه و تن . . . هم سبز وجود است بهرحال بصد درد و فراق آمدم از مسکن شرون و شماخی بصفاهان کہ چو خویشان سلاطین و خوانین بشوم قسمت و تقدیر چنان شد کہ ره هند گرفتم بسرم مرتبہ چار هزاری ز خراسان چو گذرم سہ هزاری شدم از . . . کابل چو گذشتم دو هزاری شدم وگفتم ازین منصب کمتر چہ بدست آید و چون رونق و سامان و سر انجام شود سلطنت و شوکت مارا -

بهمیں فخر و غرور و بتکبّر چو رسیدم بسر کرچۂ لاهور یکے مرد جهان دیده دو چارم شد و پرسیدم و گفت کہ هزار آن چو تو سر گشتۂ هند است بر و تابتو معلوم شود مرتبہ چار هزاری بسر

افتادم و برجستم و گفتم کہ مزن دم کہ منم ترک سپاهی کہ چو رستم هم جا پیش قدم هستم و هم منشی و اهل قلمم صاحب جود و کرمم . . . درم کم چکنم آہ زہے ظلم و ستم گر بدلم راہ دهم این الم و شکوہ و غم را شود از درد قدم خم کہ بیک دم چہ شکستم چہ پریشان و سیہ بخت و فلاکت زدہ از دست خم اندر خم زلف صنم دهر و چو زنجیر درون برهم و فوج فلک . . . افتاد بیارا

هم جا بادل غمناک بدهلی چو رسیدم بسر کوچہ و بازار همی گشتم و ناگہ بدر صاحب دولت گذر افتاد نگہ کرد بگفتا کہ مغل تم کیوں آیا کیا کام تمہارا . . . (اس کے بعد ولایتی اردو کا وہ مکالمہ آتا ہے جسے اوپر نقل کیا جاچکا ہے) . . . چلہ جا بلخ و بخارا

حاصل الامر بصد منت و زاری و بصد عجز سہ بیستی شدم و گفتم اگر ایں هم مبلغ بکف آید شود اوقات گذاری بعد یک ماہ نوشتند برائے چہ برائے کہ سراسر هم شمسی قمری و کمی روز و قصور سر اجناس و هم از خشکی سال و بہمیں شد هم پامال و بجا ماند همان خواب و خیال و ورد زبان لال بہرحال بایں ملک منال چو رسیدم بسر خیمہ و پال و هم شد صرف برجامہ آل و بسر مشک بخال و بہمان قبضہ لگام خرخرہ و خطے و مثال و بہمان بینہ و بقال و حساب نفر دزد بد افعال و سر شیر و گھاسی و مداری و کلالی بہ اگاری و پچاری و حل و توبرہ و تنک و دم و بال علف و دانہ و کاس و بہمیں رخت و لباس و بسر کہنہ . . . س است شب و روز . . . را

یاد آں سیر گل و گلشن باغ ارم آثار و کنار لب جوی و چمن و سایہ بید و گذر کوچہ و بازار دل آرای شراب و عرق و مسکم

شیراز و کباب و نمک و خشکہ و مرغ و مزہ ماھی گیلان و زانجیر و انار و زبر و برہ و زنخ غبغب خوبان صفاھان و زشفتالو و انگور نفیس قم و کاشان و زہے پستۂ خندان خراسان و زہے خربزۂ کاریز و دگر اقچہ نبیاتے و زسیب و بہ تبریز و زشاھانی قزوین و زبادام تر و تازۂ زنجان ھمہ برباد شد الحال گرفتیم رہ دام بلارا

حالیا نعمت باللذت ملک گذر ھند خوشت باشد و عشق است بکچری (کھچڑی) و چپاتی و بہ پھتی (پتلی دال) و بدال و بکہ و آھک و برگ و علف و کیلہ و کرنی (کھرنی) و شکر قند و کریلا و ککورا و کروندی و کدو و تورئی و چنہ موت (موٹھہ) و عدس و ارھر و بہس گاجر پر شھوت و کوردانی و گرد سرراہ و گرمی بسیار دل آزار و باآن سایہ تنبو و باآب لب تالاب و بانکوزۂ خوش طعم و بان ریوری جغرات و کرھلی خوش میوہ گجرات و باآن برہ کدی و باآن بوزہ و بنگ و بعبارات و فصاحات زبان و بہمان قیزہ دستوری نے نے غلطم کیں نہ ز انصاف بود نگذرم از پان و ام (انب ، آم) و ادراک و تعریف اناالناس (اناناس) خوش و عطر جہانگیری و خوبان دل آرا و رخ و روی صفارا

گاہ با ترک زبان بیلمس(؟) خنجر بیگ و قلیچ بیگ و قالخان بیگ و قول احمد و گاھی لعلی خان بیگ و ایران بیگ و اصلان بیگ و قابلان بیگ و خان قلی آقا من ھم عمر بسر بردہ بہ سبحان قلی و شاہ قلی و بیر قلی و یول قلی و داش بیگ و چوبان بیگ و یقورت بیگ و قورخر بیگ و دوشان قلی بیگ گشتم جان بلب آمد برہ افتادم و گفتم کہ بیایم روش تاجکیانرا کہ رسیدم بہ نصیرا و شفیعا و رفیعا و جمالا و جلالا و بمرزا رضی و میر ظھیرا و ندیدم ز کسے عھد وفا را

بدل آن هم اینست کہ تسلیم بافغان خوش الحان قطب خان و قدا خان و جمال خان و مرض خان و یارخان بصد منت و زاری و بصد عجز بدست آید و اینها هم سهل است تماشای خوش اینست کہ رام رام بتو خوش است ز روی ادب راجہ امر سنگہ و ستر سال و بچل داس و ازان طرفہ تر اینست کہ با . . . . و بتفرع بدر چودهری و ساهو و مهاجن بطلب گاری یک پیسہ در صد بار میان . . . . جوش بتو اینست کہ نکل جا مرے پاس نهی خوب دیونگا بهمیں صرف بدو تا بسر آید رمق عمر و بیاموز همین مکر و ریا را

شرط انصاف نباشد کہ پۓ خواهش نفس و هوس زینت سهلی و فلوس و درم و اقچہ و عباسی و شاهی و قروش و طلب مُهر طلا و بهمین پیسہ و دمری بسر کوچہ . . . . نیک و بد افتاده نہ شرم از سخن انصراف الکلب یا عبد علی راس العین اضربہ و اخرجہ و نہ حیای بروای کیدی سک (گیدی سگ) از در روازه بزن برسر این مردک و بیرون کن از اینجا و نہ پروای . . . قولہ نیک تو کہ شرم نهی چلہ جا اور بتی عود کو تن مار . . . . این هم سودای عبث سود ندارد بتو برباد مده شرم و حیا را

مساعیا این هم گشتی ز پی نفس بد اندیش درین ملک جهان و روش خلق بدیدی و ندیدی کہ خلاف رقم حکم قدیمی و بعکس سبق منشی استاد حقیقت بظهور آید و انصاف ز اعمال حقیقت بنما صاحب احکام کہ هستی تو طلب گار خدا را

چہ توان کرد اینها هم بر صفحہ فرمان تو انشای قدیمی است خدایا ملکا کار کشایا بجلا لیت و حق صمدانیت و اعزاز شفیعی کہ روا خاتم انگشت نبوت بحق سلسلۂ حیدر صفدر بنما پرتو انوار حقیقت بمن خستہ و گم کرده سر راه هدا را۔

کہ نماندہ است زمانی رمق زورق ایماں کہ شود غرق بگرداب فنا را — فقط (ص ۳۱۲ ح تا ص ۳۱۵ ح)

"مثنوی دیر تماشا تصنیف دلشاد پسر سروری"

ضمیمۂ سوم :

در ایامے کہ مہر اندر حمل بود جہاں معشوق عشرت در بغل بود
بہار موسمِ اردی بہشتے جہاں را کرد یک مینو سرشتے
بدنیا ہر کہ طبع آدمی داشت بساغر در شرابِ بیغمی داشت
درین پنجاب اگر غم درمیاں بود ہمیں غم کز شہے خالی جہاں بود
دریغا ایں پسر از گل گلستانے چساں ماند بغیر از باغبانے
در آں ساعت بناروال بودم ز جام عیش فارغبال بودم
بہ پیش نونہال باغ پرور گل اقبال را پیوستہ نوبر
معلیٰ منزلت والا جنابے امارت مرتبت سلطاں خطابے
جہان بہر تماشائے بپاکی بسوے چک رواں از ہوشناکی
چہ چک یک محضر خوبانِ آفاق قیامت محکم دلہاے عشاق
بہر سو فوج دلہا پیش رو بود مگر چکِّ گرو چکِّ گرو بود
سہی قدّان کہ رفتندے پیادہ پر از سروِ رواں گردید جادہ
چو آں سلطان عشرت دستگاہان اسیر خطۂ فرحت پناہان
چنیں گلگشت رنگین مفت دیدہ برہ تا چک یکے جدول کشیدہ
بمن گفتا بیا سیر و تماشا دمے بگذار تسبیح و مصلاّ
چو عمرے در نمازے رفت و روزہ بقول رند یکدم بنگ و بوزہ
بیا نیک و بد عالم بہ بینم چو نیکو دیدۂ بدھم بہ بینم
بتکلیف چنیں خوب آشنائے بہر رنگ آب آسا خوش رسائے
رواں گشتیم از دل کامیابے رفیق رہ قلمدان و کتابے
ز سلطان گڑھ سفر آمادہ گشتیم ز راوی ہمچو کشتی بر گذشتیم

نخستین منزل آمد تا بہ گوروچک رسیدیم اندر و چون دربہ درجک
رئیش بود صاحب بخش نامی بہر حال از زمانے شاد کامی
پئے تفریح دل بودم لب بام خود او مشغول با خوبان گلفام
بگفتا زیـــر آ گفتم کہ بالا بود زیر آنکہ دارد در پست جا
فـرو دانیم از عــرش بریئے مثال قطرۂ مـا بـر زمینے
همی خندید و گفتا وقت تنگ است وگرنہ خوش بہار راگ و رنگ است
بـاو میعاد وقت بـاز گشتن قدم در راه . . . . پیش رفتن
ره از رنگین لباسان جلوه کہ بود بہار سیر کہ بود آن نہ ره بود
بد نیان پیش ره آمد کتہالہ کہ متہا (مٹھا) را شد آنجا پُر پیالہ
مزار پیر متہا (مٹھا) مظہر نور بلندی از زموں چون بیعت معمور
ز کرسی داری مسجد چہ پرسی ستونہایش هم آیات کرسی
عزیزے عاقبت محمود آنجا نوشت این قطعہ تاریخ تاریخ زیبا

قطعہ تاریخ

شد متہی خان بسوی خلد کہ بود عارف و سالک طریقت فقر
کلک محمود بہر تـاریخش می نویسد "ایا حقیقت فقر"
(۱۰۱۰ھ)

ز صدق آنجا نماز چا شت خوانده گل صلواۃ بر فرشش فشانده
بگلگشتی روان گشتیم درپیش تماشا ساز عیش و عشرت اندیش
گل حسن ره گلگشت چورے ز دل می برد یاد وصف حورے
پری رویان در آن صحرا شتابان برنگ خیل پریان در بیابان
در آمد ضلعۂ ساسیٔ سوهی پر از گلہا زمین دشت و روهی
در آن ده حسن گو بی زار بنمود کہ جیے سنگہ کہینہ کاهنش بود
چنان دیدم زمین بانجهہ معمور کہ وقت سیف دولہ شہر لاهور

بهر خانہ هزاران خیل مهر وے شبی کردیم سهر برزن و کوے
بسیر شب بیاد آمد در آں ده کہ سبحان الذی اسرا بعبده
سحر از شرق خور بنمود چون چهر برفتن گرم رو کشتم چون مهر
بیاباں از گل کیسو چمن راز چو در صحرا درخت شجرة النار
از الجا تابہ چک داماں صحرا زمینے بود چوں قالین دیبا
گل انداماں دراں صحرا خراماں بداں گونہ کہ باشد گل بداماں
بداں آرام قطع رہ نمودیم کہ در خوابے بسیر باغ بودیم
نبود آنجا غمے در سیر و آرام مگر در انتظاریؑ میارام
پےؑ آں مرغ برلب ها پپا بود نمی آمد کہ نام او میا بود
چنیں کامد حصارے پیش راهے کہ کوتہ ز ارتفاعش مد آھے
گل و لالش ز خون خلق سماب بر و جش عنصر مظلوم پنجاب
هزیمت خورده بر روے زن و مرد حقیقت سنگہ نامش فتح گڑھ کرد
ازاں جا پیشتر گشتیم راهی چو در صحرا نسیم صبح گاهی
پری رویان سر فیلاں نمودار دراں صحرای چوں پریان کہسار
سوار اسپ هر مهروے گلفام ستاره..............
سکھ پر مو پس هر مہ عذارے زشومی اختر دنبالہ دارے
سگ ژ ولیده مو گرمے بدیدیم بره لاحول گویاں می رمیدیم
جہاں هر سو چو دیوانہ شریواں کہ پریانند قید بند دیواں
چوں آں سلطاں لقب دید آنچاں دشت شکار افکن همی رفتے در آں دشت
دلم در دام ایں غم بیقرارے کہ مارا کس نسازد خود شکارے
نباشد شهره هر شہر و کوے مثال ما غلام و آبجوے
پئے اشنان روز نیک سیرت شد اول سوے تال رام تیرت
چہ تال آبش مصفا چوں دل نیک پرستش گاہ اهل هند چوں دیک
نویسند اهل هند از دورۂ رام درینجا بود چشم باولی نام

چنیں تا روزے اکبر شاہ غازی رسید از رہ سوار اسپ تازی
فقیرے بود جوگی ساکن اینجا بشہ زاں چشم داد آب مصفا
چنیں تا لشکرش شد جملہ سیراب نشد زاں باولی یک قطرہ کم آب
ہنوز آن باولی پہلوے تال است کہ آب خوشگوارش چوں ز لال است
کنوں دیوان لکپت را درانجا عمارت ساخت برشکل چلیپا
ز عشرت برلب آں چشمہ ماندیم وضو کردہ نماز عید خواندیم
ہزاراں ماہ رویاں گردِ تالاب تو گوئی شد چراغاں برلبِ آب
بر آسن جو گیاں پہلو بہ پہلو مثال بیدِ مجنوں بر لبِ جو
بر ایشاں منقلِ آتش نہادہ سمندر زادہ شد انسان زادہ
چناں کرد آتش آنجا گلفشانی کہ تالِ رام شد جاے بھوانی
.... بشوقِ غسل چوں.......
میان تال چک و رام تیرتھ دو فرسخ بود راہ عیش سیرت
دریں میداں بتانِ مہر رخسار دوسو صف بستہ چوں دوکان بازار
بشہر چکِ انبرسر رسیدیم عجب سودا دراں بازار دیدیم
نبود آبے دراں تالاب یکسر بجز خاکے کہ افشا نند برسر
دریں موقع مرا بیتِ اثر تام بیاد آمد کہ گوید و صفِ حمّام
پئے غسل آنکہ رو دارد بایں در کند بعد از جنابت خاک برسر
نماید روز آب بے صفایش کہ ہرکس بچہ گاید ایں مزایش
سگاں در کیش خود دستور دارند کہ ہر سکھہ را بکیش خود در آرند
بوقتِ شب زمدّش کوں در اوّل پس آنکہ می دھندش آب پاھل
زنا خانہ بود ہر مندلِ او گہ انزال مرداں منزل او
بہر مندل دراں تال مربع نوشتم ایں رباعی را بموقع

رباعی

سنکھاں کہ تمام مو بسرہا دارند رسمے پۓ سکھ نمودن اولا دارند
شب کون بزنند روز پاہل بخشند تعلیم سکھے زیر و بالا دارند

—

عجب تال شیاطیں جاے لاحول نبود آبے درو جز غایط و بول
زسنکھاں ایں میاذی بود در جوش کہ کس نارد دریں تالاب پاپوش
بر آوردیم ماہم کفش پارا کہ تانرسد نجاست کفش مارا
بہر مو سکنیان ماہ پارہ کہ بر حکم گرو وقف نظارہ
ہمیں آوازہ از ہر مہ عذارے کہ درسن دہ گروجی کے پیارے
(ناتمام)
(ص ۸۴ تا ۸۸)

—

ضمیمۂ چہارم: فہرست مخطوطات ذخیرۂ میمنی

۱- مجموعہ (عربی) مشتملبر (i) الآیات الکبریٰ (ii) لوامع الدین (iii) الشہاب الثاقب (نمبر داخلہ ۱۱۳۴۹۳)-

۲- مجموعہ (عربی): مشتمل بر (i) "کتاب الاضداد" الصغانی (ii) "ماجاء بالواو والباء من الافعال": ابن مالک (iii) "کتاب الاضداد": ابن شحنہ (iv) "کتاب مایؤنث و یذکر": ابن شحنہ (v) "کتاب المذکر و المؤنث": ابوالفتح جنی- (۱۱۳۴۹۴).

۳- مجموعہ (عربی): مشتمل بر (i) "اسماء المغتالین": ابن حبیب (ii) "انسان العیون فی سیرة النبي": علی برہان الدین- (۱۱۳۴۹۵)-

۴- "المامون" (عربی): الحلبی- (۱۱۳۴۹۶)-

۵- "کتاب تمام فصیح الکلام" (عربی): ابن فارس- (۱۱۳۴۹۷)-

٦- "تنقيح مختصر الصحاح" (عربی) : الزنجانی - (١١٣٤٩٨) -
٧- "كتاب التيجان" (عربی) : بن هشام - (١١٣٤٩٩) -
٨- "حل الرموز و مفاتح الكنوز" (عربی): عزالدين - (١١٣٥٠٠) -
٩- "الحماسه البصريه" (عربی) : البصری - (١١٣٥٠١) -
١٠- "الحماسه البصريه" (عربی) : البصری - (١١٣٥٠٢) -
١١- "حماسه الخالديين" (عربی) - (١١٣٥٠٣) -
١٢- حماسه الخالدين" (عربی) - (١١٣٥٠٤) -
١٣- "خاص الخاص" (عربی) : الثعالبی - (١١٣٥٠٥) -
١٤- "خلق الانسان" (عربی): ابن ابی ثابت - (١١٣٥٠٦) -
١٥- "الدرة الفاخرة" (عربی) : حمزة الاصفهانی - (١١٣٥٠٧) -
١٦- "ديوان زهير" (عربی) : زهير- (١١٣٥٠٨) -
١٧- "الزبدة الفائدة" (عربی) : النابلسی- (١١٣٥٠٩) -
١٨- مجموعہ (عربی): مشتمل بر (i) الهيكل المحسوس (ii) شرح خمريہ ابن الفارض (iii) رسالہ فی نسبتہ الجمع، ابن كمال باشا (iv) اقسام المجاز ، ابن كمال باشا (v) علم آداب البحث (vi) طبقات الحنفيہ ، ابن قطلوبغا (vii) التقريب والتعجيم (viii) اللطائف انخمس (ix) الكنايتہ والمجاز (x) دخول ولد لبنت فی الوقف ، ابن كمال باشا - (١١٣٥١٠) -
١٩- "شرح فصيح ثعلب" (عربی): (١١٣٥١١) -
٢٠- "شرح كشاف" (عربی) : التفتازانی - (١١٣٥١٢) -
٢١- "الغريب المصنف" (عربی) : ابن سلام - (١١٣٥١٣) -
٢٢- الفصول المختاره" (عربی): الجاحظ - (١١٣٥١٤) -
٢٣- "فعلت و افعلت" (عربی) : السجستانی - (١١٣٥١٥) -
٢٤- مجموعہ (عربی) : مشتمل بر (i) شعر ابی خراش الهذلی (ii)

شعر ساعده بن جوٴیه الهذلی (iii) شعر المستنخل الهذلی (iv) شعر اسامہ بن الحارث الهذلی۔ (۱۱۳۵۱۶)۔

۲۵ - " کتاب المختار من المؤتلف والمختلف " (عربی) : ابوالقاسم الحسین لاآمدی۔ (۱۱۳۵۱۷)۔

۲۶ - " مجالس ابی مسلم " (عربی):۔ (۱۱۳۵۱۸)۔

۲۷ - "مراتب النحویین" (عربی): عبدالواحد اللغوی۔ (۱۱۳۵۱۹)۔

۲۸ - " مستقصی الامثال " (عربی) الز مخشری۔ (۱۱۳۵۲۰)۔

۲۹ - " مفتاح غیب الجمع" (عربی): صدرالدین القونوی۔ (۱۳۵۲۱)۔

۳۰ - مجموعہ (عربی) : مشتمل بر (i) المنتخب فی محاسن اشعار العرب (ii) المسائل الحلبیہ۔ ابو علی الفارسی (iii) نصرۃ الثائر علی المثل السائر، الصفدی۔ (۱۱۳۵۲۲)۔

۳۱ - " کتاب فی اللغتہ " (عربی) :۔ (۱۱۳۵۲۳)۔

۳۲ - " بیاض " (عربی) :۔ (۱۱۳۵۲۴)۔

۳۳ - " شعر سحیم " (عربی) : عکسی۔ (۱۱۳۵۲۵)۔

۳۴ - "کتاب فعلت وافعلت"(عربی): السجستانی (عکس)۔(۱۱۳۵۲۶)۔

۳۵ - " اکبر نامہ " (فارسی) : ابو الفضل۔ (۱۱۳۵۲۷)۔

۳۶ - "بیاض" (فارسی) : (مقیم و ماجد و دلشاد)۔ (۱۱۳۵۲۸)۔

۳۷ - " جواهر التفسیر " الاول (فارسی) :۔ (۱۱۳۵۲۹)۔

۳۸ - "جواهر التفسیر" الثانی (فارسی) :۔ (۱۱۳۵۳۰)۔

۳۹ - " روضتہ الاحباب " (فارسی) : جمال الحسینی۔ (۱۱۳۵۳۱)۔

۴۰ - " فواتح میبدی شرح دیوان حضرت علی رضہ " : ملا حسین میبدی (۱۱۳۵۳۲)۔

۴۱ - "غنیہ الطالبین" مترجم (فارسی): (۱۱۳۵۳۳)۔